تو ہے حاصل پیچ و تاب وجود	مفسر ہے تیری کتاب وجود
جہاں باجہات اور تو بے جہات	جہاں بے ثبات اور تو باثبات

"متفرق اشعار" :

حریفِ بادہ کشانِ فرنگ کیا ہوگا
فقیہ شہر کہ صوفی سے کہا گیا ہے شکست

بہتر ہے مہر و ماہ و ثریا سے شان مرد
یہ آب و گل کا کھیل نہیں ہے جہان مرد
مرنے سے خوف کیا کہ ہے ارشاد مصطفیٰ
دنیا میں موت مرد کی ہے پاسبان مرد

نمود اس کی نمود تیری ، نمود تیری نمود اس کی
خدا تجھے بے حجاب کردے، خدا کو تو بے حجاب کردے[۱]

مری نوائے پریشاں میں ڈوب جا
میں نے دیا ہے تیری خودی کا تجھے سراغ
دل تیرا کر دیا متزلزل فرنگ نے
لرزا [کیا] ہے تو صفت شعلہ چراغ

مرے سینے میں تھا سویا ہوا دل
اسے کھویا تو یوں گویا ہوا دل
محبت صبح روشن زندگی رات
فقط بیدار ہے کھویا ہوا دل

☆ ☆ ☆

۱- یہ شعر «کارواں» میں بھی شائع ہو چکا ہے (مدیر)

مشفق خواجہ*

ثاقب لکھنوی کی بیاضیں

(قسط دوم)

بیاض : ۲

۸۷ ، اوراق پر مشتمل یہ بیاض ۱۷ ۱/۲ × ۱۰ ۳/۴ س‌م سائز کی ہے - کاغذ دبیز اور سفید ہے جو استداد زمانہ سے مٹیالا ہوگیا ہے - ہر صفحے پر چھ سے بارہ تک سطریں ہیں جو ترچھی لکھی گئی ہیں - اوراق کی شیرازہ بندی ختم ہو چکی ہے اور جلد اوراق سے الگ ہے - بیاض نیچے کی طرف کے بائیں کونے سے کرم خوردہ ہے ، کرم خوردگی کے اثرات تقریباً ہر صفحے پر ہیں - بعض جگہ متن کو نقصان بھی پہنچا ہے - بیاض کے آغاز کی طرف سے ، جلد کی اندر کی جانب ''پنڈت جگت موہن لال ایم اے وکیل اناؤ'' کا نام لکھا ہے اور اس کے نیچے ذیل کا مصرعہ تاریخ درج ہے :

امارت حلّہ پوشِ کار سازیِ وزارت ہے

۱۹۲۱ عیسوی

ورق ۱ ، الف پر بعض لوگوں کے پتے لکھے ہیں - اسی صفحے پر الٹے رخ سے ''دیوان شفیق'' سے متعلق چار تاریخی مصرعے لکھے ہیں - ورق ۱ ، ب پر ذیل کا شعر لکھا ہے :

رو رو کے گزاری شب غم شمع نے لیکن
نیند آ ہی گئی جنبش داماں سحر سے

اس شعر کے نیچے یہ عبارت ہے :

تاریخ وفات شیخ عنایت اللہ

۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء

بیاض میں یہ صفحات سادہ ہیں : ۴ ، ۱۰۴ ، ۵۸ ، ۱۰۳ ، ۱۲۰ ، ۱۴۲ -

مندرجات کی تفصیل ذیل میں ہے :

۱- ص ۱ - غیر مطبوعہ چار مصرے

۱- ہے فیض سرحدی پاکیزہ دیوان

۲- مجلس آرائے شہہ دیں ہیں جناں میں عارف

---

* ۳ - ڈی ۹/۲۶ ناظم آباد ، کراچی ۱۸ -

۳۔ کلام اچھا ہے فیض سرمدی ہے
۴۔ گلدستۂ جاں فزا خدا ساز

پہلا اور تیسرا مصرع قلم زد کر دیے گئے ہیں۔

۲۔ ص ۳۔ غیر مطبوعہ رباعی و قطعہ:

ہے نذر مے غدیر ہستی میری ڈوبی ہوئی رنگ میں ہے مستی میری
حیرت میں ہے دیکھ کر علی اللہی خم خامۂ عشق و مے پرستی میری

بہ بحر کون و مکاں، گوہر خوش آب علی
بہ دفتر دوجہاں فرد انتخاب علی
بہ اصل و فرع ببین و تمیز مرتبہ کُن
ابوالبشر بود آدم، ابو تراب علی

۳۔ ص ۸-۵ غزل:

گدا ہوں اور طرب کا خیال ہوتا ہے
پُرآب دیدۂ جام سفال ہوتا ہے

بائیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۶۸-۱۶۶ پر ہے۔ بیاض میں ۲۷ شعر ہیں۔ دیوان کے ۲۱ شعر بیاض میں ہیں، ایک شعر (نواں) بیاض میں نہیں۔ ذیل کے چھ شعر بیاض میں غیر مطبوعہ ہیں:

جو ہو سکے تو لحد پر نہ پہلی چال چلو
جو مٹ چکا ہے وہ پھر پائمال ہوتا ہے

خرام ناز ہے کیا شے کہ پس رہا ہوں میں
زمیں پہ پاؤں ہیں دل پائمال ہوتا ہے

[اس شعر کا مصرع اول پہلے اس صورت میں تھا: ۔۔۔۔۔ پس رہا ہے دل]

کسی کو دیکھ کے ٹھہرے ہیں ساکنان لحد
دروں پہ بستر اہل کمال ہوتا ہے

مرے ہوؤں میں یہ نشو و نمائے ذکر وفا
کہ سنگ قبر سے پیدا خیال ہوتا ہے

شمار عمر ہیں شب ہائے ہجر کی سحریں
کہ ایک رات میں طے ایک سال ہوتا ہے

قمر سے کون کہے چودھویں سے بچ کے نکل
زوال ہمدمِ اوجِ کمال ہوتا ہے

آخری دونوں شعر قلم زد کیے گئے ہیں۔ بیاض میں دیوان کا سولھواں شعر بھی قلم زد کیا گیا ہے۔ دیوان میں اس غزل کی تاریخ تصنیف ۲۲ مئی ۱۹۱۶ء

ہے - یہی بیاض میں ہے - بیاض میں تاریخ کے ساتھ "مشاعرۂ سندیلہ" بھی لکھا ہے -
یہ غزل بیاض : ۵ (اندراج : ۳۷) میں بھی ہے -

۴- ص ۹ - غیر مطبوعہ مطلع :

راستہ کوئی اور چل فکر بیاض نور میں
اب تو سواد کے سوا کچھ نہیں کوہ طور میں

۵- ص ۹ - اس صفحے پر ایک مطلع (- - - بے بنیاد سے - - - ایجاد سے) لکھا ہے جو دیوان کے ص ۲۳۸ پر ہے -

۶- ص ۱۸-۱۱ - غیر مطبوعہ قصیدہ :

اس کے شروع میں تاریخ تصنیف مئی ۱۹۱۶ء، ۳ شعبان ۱۳۳۴ھ درج ہے :

خوشی کر لے گی رو کر اک نہ اک دن چشم تر پیدا
سنا ہے گریۂ نیساں سے ہوتے ہیں گہر پیدا

یونہیں جی توڑ کے فریاد کر امید فردا میں
اگر ہے یاس ظاہر آج، کل ہوگا اثر پیدا

نکلنے دے سپہر دل پہ تارے داغ حسرت کے
رہی گردش تو ہو ہی جائیں گے شمس و قمر پیدا

زمین صبر پر چھینٹے دیے جا اشک ماتم کے
مہینوں ابر روتے ہیں تو ہوتے ہیں شجر پیدا

زراعت گاہ حسرت پر لہو برسوں چھڑکنا ہے
گلوں کا رنگ دکھلا دے تو کر لینا ثمر پیدا

حیات جاودانی تک پہنچنا سہل ہے لیکن
فنا ہونے سے جو زندہ ہو ایسا دل تو کر پیدا

ہنسی آئے تو رو دینا کہ عالم ضد پہ مرتا ہے
غم بے جا میں بھی ہوتا ہے شادی کا اثر پیدا

نہ گھبرا لاغری سے یہ نوید راہ عزت ہے
دل گوہر میں آخر کر لیا رشتے نے گھر پیدا

زمین دہر کی ریشہ دوانی تا بہ جنت ہے
ادھر برسیں گے باراں اور ادھر ہوں گے ثمر پیدا

فروغ شعلۂ غم ہاں جلا دے پردۂ دل کو
کہ خاکستر سے ہوگا سرمۂ اہل نظر پیدا

فدائے سنگ آفت بڑھ گئی آبادیٔ پہلو
ہوئے اک دل سے سو دل، اک جگر سے سو جگر پیدا

یونہیں نالوں کے قاصد بھیجتا جا چرخ نیلی پر
پھریں گے دن تو ہوگی خود بخود اچھی خبر پیدا

رہا جو اضطراب دل تو کوئی راہ نکلے گی
خود آنسو بہ کے کر لیتے ہیں اپنی رہ گزر پیدا

جفا کی آنچ سے جلتے ہیں سب کو دل کی شہرت ہے
جو پتھر چوٹ کھاتا ہے تو ہوتے ہیں شرر پیدا

بتان دہر سے اسلام والے بچ کے چلتے ہیں
یہاں ہوتی ہے سیدھی بات میں ترچھی نظر پیدا

زمانے کی شکایت ہے تو پھر کیوں عشق خوباں ہے
وہاں بھی زلف و رخ سے ہے وہی شام و سحر پیدا

امید نفع اس دہر تنک مایہ سے بیجا ہے
خس و خاشاک سے ہوتے نہیں گل یا ثمر پیدا

[مصرع ثانی میں پہلے ''لعل و گہر'' لکھا تھا ، اسے قلم زد کرکے ''گل یا ثمر''
لکھا گیا]

نہیں معلوم کچھ دل اور جگر میں کیا صفائی ہے
ادھر کا درد ہو جاتا ہے دم بھر میں آدھر پیدا

کبھی ہے درد کی منزل ، کبھی سودائے الفت کی
مجھے ناپید کرنے کو ہوا ہے میرا سر پیدا

تمناؤں کو رستہ مل گیا صدقے جراحت کے
ہوا دل شق تو میں سمجھا ہوا زنداں میں در پیدا

یہی دکھتا ہوا دل روک لے گا وار گردوں کے
زمانے میں کہاں تیغ حوادث کی سپر پیدا

یہ سچ ہے تا ہم کے بیداریاں شب ہائے فرقت کی
مگر اس جاگنے ہی سے ہیں آثار سحر پیدا

امید و بیم سے اک جزر و مد ہے چشم گریاں میں
ہزاروں بار ہو کر غرق ہوتی ہے نظر پیدا

بہانا دل کا اشکوں میں بہت آسان ہے لیکن
لہو کی بوند ایسی پھر نہ ہوگی عمر بھر پیدا

خدا کے فضل سے عمر ہدایت بڑھتی جاتی ہے
ہوا ہے راہبر کے گھر میں اور اک راہبر پیدا

[مصرع ثانی میں پہلے ''پھر'' لکھا تھا جسے قلم زد کر کے ''اور'' لکھا گیا]

نوید شادمانی گنبد گردوں میں گونجی ہے
فضائے آسماں میں ہے صدائے بال و پر پیدا
خدا کی تہنیت آئی ملک کے ساتھ گردوں سے
ہوا کب صحن عالم میں کوئی ایسا بشر پیدا
فلک کا چاند ناقص تھا زمیں پر قدرت رب سے
ہوا ختم رسل کے گھر میں ہے داغ اک قمر پیدا
حسن کے بعد مصحف اک تن تنہا مسافر تھا
ہوا قرآن صامت کے لیے اک ہم سفر پیدا
مسرت ہے ولادت کی مگر غم ہے شہادت کا
ہنسوں کیوں کر ہوا ہے میہمان چشم تر پیدا
نثار اس کو جو کرنا ہے تو کردے آلِ احمد پر
عجب کیا ہے جو ہو یاقوت کا جنت میں گھر پیدا
بدل کروٹ ، پلٹتا ہے زمانہ ، رات آخر ہے
شگاف دامن شب سے وہ ہوتی ہے سحر پیدا
وہ مدھم ہو چلا رنگ سیہ داماں گردوں کا
ہوا چاک سحر میں روشنی آنے کو در پیدا
مرے غم کا نتیجہ دیکھنا کیا خوب نکلا ہے
نہ میں روتا نہ ہوتا نالۂ مرغ سحر پیدا
سیم ہے ماہ شعباں کی زمانہ محو عشرت ہے
ہوا جس میں نبی کا دوسرا لخت جگر پیدا
حسین ابن علی وہ ناخدائے کشتیٔ امت
ہوئے جس کے لیے صحن جہاں میں خشک و تر پیدا
حسن کی اولیت سے اور ان کی آخریت سے
یہ سمجھے ہم کہ دل کے بعد ہوتا ہے جگر پیدا
رگوں میں جوش خوں ہے خون میں جوش مسرت ہے
یہ مجمع ہے ، ہوئی ہے رہ گزر میں رہ گزر پیدا
پسر کو دیکھ کر شان خدا دیکھی پیمبر نے
برائے نور حق ایسا تو ہو نور نظر پیدا
فقط خود ہی نہیں سامان جنت ساتھ لائے ہیں
شمیم خلد بھی تو ہے میانِ بحر و بر پیدا

مبارک اے شریعت نام دیں اب مٹ نہیں سکتا
کیا حق نے نگین خاتم فتح و ظفر پیدا

ربیع اچھی، خریف اچھی، یہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن
وہ فصل اچھی کہ جس میں ہو نبوت کا ثمر پیدا

فلک تک اڑ کے جا پہنچا ہے فطرس اس ولادت سے
ہوئے ہیں فصل گل میں بلبل شیدا کے پر پیدا

نبی سے بچۂ آہو کچھ اس انداز سے مانگا
دل وحشی میں بھی ہونے لگا آخر اثر پیدا

زمیں سے ہر طرف نور سماوی پھوٹ نکلا ہے
ہر اک ذرے میں یثرب کے ہے تصویر قمر پیدا

یہ نور پاک جو نور نبی کے بعد چمکا ہے
جناب آدم و حوا سے بھی تھا پیشتر پیدا

یہ سب ہے جلوۂ خورشید لیکن چشم ظاہر میں
طلوع مہر سے کچھ قبل ہوتی ہے سحر پیدا

۷- ص ۲۶-۱۹ - غیر مطبوعہ قصیدہ:

قصیدے کی تاریخ تصنیف مئی ۱۹۱۶ء/۱۵ شعبان ۱۳۳۴ھ درج ہے -

نہ مجھے ابر سے مطلب نہ تمنائے بہار
دل کے بہلانے کو تھوڑی سی خوشی ہے درکار

[مصرع اول کا ابتدائی لفظ ''ہے'' تھا، اسے قلم زد کرکے ''نہ'' لکھا گیا]

ابر اٹھا کریں برسا کریں باران کرم
مجھ ہی اچھے ہیں جو دم لے مری چشم خوں بار

ایک سبزہ ہے کہ مدت ہوئی سوتے سوتے
ایک میں ہوں کہ جو ہوں صبح ازل سے بیدار

سیکڑوں پھول ہنسے، سیکڑوں کلیاں پھوٹیں
ٹوٹنا آبلۂ دل کا مگر ہے دشوار

ایک شبنم ہے کہ روتی ہے تو دم لے لے کر
ایک میں ہوں کہ نہ ٹوٹا کبھی اشکوں کا تار

بزم احباب نہیں، خلوت مرقد بھی نہیں
نہیں معلوم ہے زندوں میں کہ مردوں میں شمار

ساکن دہر ہوں کہنے کو مگر پھر کیا ہے
آج تک تو کبھی دم بھر نہیں ٹھہرا دلِ زار

[مصرع ثانی پہلے اس صورت میں تھا : آج تک تو کبھی بھولے سے نہ ٹھہرا دل زار]

قلزم اشک میں طوفان کا عالم کب تک
کبھی چڑھتے ہوئے دریا کا نظر آئے آثار

زور ٹانگوں میں نہیں قوت غم کے آگے
ایک اک چاک جگر میں نے سیا سو سو بار

خود سے غربت کدۂ دہر میں آیا نہیں میں
اور کے ہاتھ میں تھی باگ مگر میں تھا سوار

وہ خیابان عدم اس سے کہیں بہتر تھا
جس میں گل کا کوئی دھبا تھا نہ سرتابیٔ خار

نہ کوئی نوحہ گر بستر شب ہائے فراق
نہ کوئی نغمہ کش صبح دل افزائے بہار

نہ سیہ خانۂ غم اور نہ زندان جفا
نہ وہاں اہل جنوں اور نہ اہل آزار

بدعت اہل جفا پاس نہیں جا سکتی
اس سے نیچا ہے کہیں گنبد نیلی کا حصار

تنگیٔ دہر سے جھپکی نہ کبھی آنکھ یہاں
پاؤں پھیلا کے وہیں سوتے ہیں اصحاب مزار

وہ تو اک جنت خاموش تھی کیا ذکر اس کا
نہ کسی سے کوئی جھگڑا نہ کسی سے تکرار

وہی ٹھہرے ہوئے دل ہیں جو تڑپتے ہیں یہاں
وہی خاموش ہیں جو کرتے ہیں نالے ہر بار

درد دل کرتی ہے ایجاد صدائے قمری
ہنسنے والوں کو رلاتی ہے یہاں صوت ہزار

یہ امیدیں لیے آئے تھے وطن چھوڑ کے ہم
چل کے دیکھیں گے زمانے میں خدائی انوار

کچھ دکھائے ہوئے اعجاز سنے تھے ہم نے
کچھ جلائے ہوئے مردوں سے کھلے تھے اسرار

جان آئی تھی ہمارے تن بے جاں میں یوہیں
شاہد دہر کی خوشبو نے کیا تھا ہشیار

ایک انگلی کے اشارے میں ضیا بڑھتی تھی
ایک ہی رات میں دو چاند ہوئے تھے ضوبار

جانے والے بھی پلٹتے تھے یہ تھا حسن جہاں
رجعت شمس نے کچھ اور بڑھایا تھا وقار

اہل گردوں بھی تھے ممنوں زمیں والوں کے
تارے لیتے تھے پناہ آ کے بزیر دیوار

اہل چرخ ایک طرف، اہل زمیں ایک طرف
مثل خدام تھی حاضر ملک و جن کی قطار

زینت مُہر بنا نقش کف پائے علی
زینۂ بام ہوا دوش رسول مختار

تھے کبھی آپ نبی زیب دہ زین براق
کبھی سبطین تھے اُس دوش مقدس پہ سوار

آیتیں آتی تھیں اُس روح امیں کے ہاتھوں
آنکھ پڑتی تھی ملک کی وہ سجا تھا دربار

وائے قسمت کہ ہمیں کچھ نظر آیا نہ یہاں
جس میں بکتی تھی جناں اُٹھ گیا اب وہ بازار

وہ فلک تو ہے بدستور مگر نور کہاں
تارے جو ٹوٹ چکے اُن کا پلٹنا دشوار

[مصرع اول پہلے اس صورت میں تھا : وہ فلک تو ہے اُسی طرح مگر نور کہاں]

جا چکا سوئے عدم ایک کے بعد ایک امام
دیدۂ دہر پہ عبرت کے عیاں ہیں آثار

دل یہ کہتا ہے چلو بھی کہ یہاں کچھ بھی نہیں
ہے نگیں خاتم دنیا ہو تو کیا اُس کا وقار

ہاں مگر مصحف باری یہ صدا دیتا ہے
آیۃ اللہ بھی ساتھ ہے، نہ ہو یوں بیزار

اہل دنیا کے اٹھائے سے نہ اُٹھ سکتا میں
حامل حکم خدا رو کے ہوئے ہے مرا بار

سارے انوار گزشتہ نظر آ جائیں گے
دیکھ لینا جو دکھائے گا خدا وہ دربار

مطلع

ہوگیا پھول، کیا زخم جگر نے جو سنگھار
یاس کے بعد پھر آئی مرے گلشن میں بہار

خون دل دیکھ کے میں آپ ہرا ہوتا ہوں
اور فریاد کرے کون کہ خود ہوں میں ہزار

طالب ابر نہیں کشتِ تمنا میری
جتنے ہیں زخم وہ ہیں نام خدا دامن دار

نخل ایمن کی طرح لو رگ دل دے تو سہی
برق بھی صورت پروانہ کبھی ہوگی نثار

اب تو سنتا ہوں کہ شاہوں سے فزوں تر ہوں میں
دل یہ کہتا ہے غلاموں میں ہے تیرا بھی شمار

انتظار آنکھ کو اتنا ہے کہ تارے ہیں گواہ
ایک ہی رات میں کھلتا ہے یہ در سو سو بار

نام اس کا شب فرقت ہے کہ ٹلتی ہی نہیں
رنگ اڑنے کو سمجھتا ہوں سحر کے آثار

جان ہے وقف تجلی امامت کے لیے
کہ مرا دل نہیں پروانۂ شمع اغیار

اب حجاب رخ خورشید ہٹا دے جلدی
آسماں! اہل زمیں سے نہیں اچھا یہ غبار

خون اعدا سے تماشے کی نظر ہے مشتاق
مدتوں لے چکی دم اب تو علی کی تلوار

۸- ص ۳۰-۲۷ - غزل:

ایک مقتول جفا دو ظلم کے قابل نہ تھا
ورنہ دل کا مارنا آسان تھا مشکل نہ تھا

۲۱ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ۱۷، ۱۸، ۱۷ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - بیاض میں ۲۵ شعر ہیں - ذیل کے چار شعر غیر مطبوعہ ہیں:

دہر میں آنے سے میں خوش تھا مگر رونا پڑا
کب کھلیں آنکھیں کہ جب پہلو میں اپنے دل نہ تھا

حشر میں اک میں نہیں عالم کا منہ کھلنے لگا
کون تھا جو اُس نگاہ ناز کا بسمل نہ تھا

شب کے پروانے نہ آئے قبر پر کیا اُن کا ذکر
اک چراغ شام غربت بھی سر منزل نہ تھا

بار سر اُترا مگر میری پھڑک باقی رہی
تیغ تھی گردن پہ، دل پر زانوئے قاتل نہ تھا

بیاض میں اس غزل کی تاریخ تصنیف پہلے ''اگست ۱۹۱۶ء'' لکھی تھی ، پھر اگست کو قلم زد کرکے جولائی کا مہینہ لکھا گیا ۔ دیوان میں ۶ جولائی ۱۹۱۶ء درج ہے ۔ دیوان اور بیاض میں مندرجہ ذیل اختلافات ملتے ہیں :

شعر ۷ ۔ مصرع ۱ ۔ دیوان : صبح و شام غم نے دامن بھر کے بھیجا دہر سے
بیاض : - - - - نے جھولی بھر کے - - - - - -

شعر ۱۶ ۔ مصرع ۱ ۔ دیوان : شام غم جس میں رہے برسوں وہاں کیا عید ہو
بیاض : ہو وہاں کیا عید جس میں شام غم برسوں رہے

دیوان کا شعر ۱۸ بیاض میں قلم زد کر دیا گیا ہے ۔

۹۔ ص ۳۱-۳۲ ۔ غزل :

ہے یوں تو سہل دل زار کا دکھ دینا
جزا کو سوچ لو پہلے تو پھر سزا دینا

۵ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۶۹ پر ہے ۔ پانچوں شعر بیاض میں ہیں ۔ بیاض میں بارہ شعر ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل سات شعر غیر مطبوعہ ہیں :

اگر اسی میں خوشی ہے تو دل دکھا دینا
خطا نہیں نہ سہی ، عشق پر سزا دینا

نہ ہو غبار جو دل میں تو مرنے والوں کو
کسی طرح سے تمہیں خاک میں ملا دینا

مجھے ہے دعویٔ خوں اے ہجوم حشر سرک
لہو کے جوش میں جاتا ہوں راستا دینا

نشیمن اب نہیں اے برق میں قفس میں ہوں
چمن میں جو خس و خاشاک ہو جلا دینا

جگا چکا مجھے برسوں ، اب آج نالۂ دل
فلک پہ طالع خفتہ کو بھی جگا دینا

پڑا ہے پیکر بے جاں تمہارے کوچے میں
جو عیب ہو تو کسی طرح سے چھپا دینا

فلک ہے دور مگر ظلم سے نہیں غافل
سکھا رہا ہے تمہیں خاک میں ملا دینا

مذکورہ اشعار میں سے ۱ ، ۲ ، ۴ ، ۶ ، ۷ بیاض میں قلم زد کر دیے گئے ہیں ۔ اوپر جو مطلع اول درج ہوا ہے ، اس کا پہلا مصرع دیوان میں اس صورت میں ہے :

ہے سہل یوں تو دل زار کا دُکھا دینا

۱۰- ص ۳۳-۳۴ - غزل :

کہاں تک جفا حسن والوں کی سہتے
جوانی جو رہتی تو پھر ہم نہ رہتے

دس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۶۸ پر ہے - اس کے نو شعر بیاض میں ہیں - دیوان کا مقطع بیاض میں نہیں ، اس کی بجائے دوسرا مقطع ہے - بیاض میں بارہ شعر ہیں ، جن میں سے ذیل کے تین شعر غیر مطبوعہ ہیں :

مریضان غم کو حسیں پوچھتے تھے   وہ کیا کچھ نہ سنتے یہ کیا کچھ نہ کہتے
مزاروں پہ ویرانیاں بولتی ہیں   ہماری سمجھتیں تو کچھ ہم بھی کہتے
لحد کو شب غم سمجھتے تھے ثاقب   اکیلے میں ہم ورنہ دم بھر نہ رہتے

مقطع پہلے اس صورت میں تھا :

لحد کو شب غم سمجھتے ہیں ورنہ
اکیلے میں ہم ایک دم بھی نہ رہتے

مصرع ثانی کی دو قلم زد صورتیں یہ ہیں :

۱- اکیلے میں ثاقب گھڑی بھر نہ رہتے
۲- نہیں ، ہم اکیلے میں دم بھر نہ رہتے

دیوان کے آٹھویں شعر کا پہلا مصرع یہ ہے :

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا

بیاض میں یہ مصرع اس صورت میں ہے :

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ

دیوان میں غزل کی تاریخ تصنیف ۱۴ نومبر ۱۹۱۵ء لکھی ہے ، لیکن بیاض میں ۲ اپریل ۱۹۱۶ء ہے - یہ غزل بیاض : ۳ (اندراج : ۱۵) میں بھی ہے -

۱۱- ص ۳۵-۳۶ - غیر مطبوعہ قصیدہ :

دیکھیے چھلکے گا کب تک ساغر چشم پُر آب
منہ پر آ جائے تو سمجھوں سر پر آیا آفتاب

آ بدل دے اب لباس کہنہٴ فریاد کو
دل ربا ہیں حلہ ہائے نغمہٴ چنگ و رباب

آرزو کی کونپلیں پھوٹی ہیں پھر بعد خزاں
خون میں اپنے نہا کر ہوگیا دل بھی گلاب

الوداع اے عہد پیری راستہ کھلنے کو ہے
جنت الماویٰ سے جا کر مانگ لاؤں گا شباب

مدتوں سے دیکھتا تھا آج کے دن کی بہار
دوربیں عینک تھی میرے واسطے چشم پُر آب

شام غم ہلکا سا پردہ تھا سرائے دہر میں
میری آہوں نے صباح عید کی الٹی نقاب

کوکب عشرت چمک، تجھ کو جوانی کی قسم
طالع دشمن کا حصہ ہے مرا رنگ خضاب

رو چکے برسوں تو اب دیکھی تبسم کی جھلک
ابر نیساں نے بنا رکھا تھا یہ درِّ خوش آب

۱۲- ص ۳۷-۳۶ - غزل :

نظارہ دم ذبح کر لے تو مرنا
حجاب اب کہاں زلف بھی ہٹ گئی ہے

دیوان میں اس زمین میں صرف دو شعر ہیں (ص ۲۳۱) بیاض میں پانچ شعر ہیں - ان میں سے تین غیر مطبوعہ ہیں - ایک اوپر درج کیا جا چکا ہے، باقی دو یہ ہیں :

کدھر میں رہوں گا کدھر دل رہے گا | لحد ظلم احباب سے ہٹ گئی ہے
میں بیدار ہوں سو رہا ہے مقدر | وہ نیند اب نہ آئے گی جو بٹ گئی ہے

دیوان کے پہلے شعر کا مصرع اول (جدائی میں جس کو مٹاتی ہے الفت) بیاض میں سہو قلم سے، اس صورت میں ہے : جدائی میں جس کی مٹاتی ہے فرقت

یہ غزل بیاض : ۵ میں دو جگہ (اندراج : ۱۰ و ۲۶) ہے -

۱۳- ص ۳۷ - غیر مطبوعہ قطعہ :

انجمن تہذیب الاخلاق انجمن | دین پیرا ہے ترا دل کش چلن
کھینچ لائی تیرے پھولوں کی شمیم | چھوڑ کر ہم آئے ہیں اپنا وطن

۱۴- ص ۳۸-۳۷ - غیر مطبوعہ نظم :

اے بزم علم پرور، اے محفل حقیقت | اے جنبہ دار عرفاں اے سرمۂ بصیرت
صبح بنارس اتنی مشہور ہے تو کیا ہے | دراصل تیری ضو ہے مشعل نمائے ظلمت
اس صبح کے مناظر مخفی ہیں اور کوثر | اس صبح کا نظارہ دریا ہے اور صورت

۱۵- ص ۳۸ - غیر مطبوعہ مطلع :

کل مرے نالوں کو کیا باب اجابت مل گیا
رات کہتے تھے زمیں والے کہ گردوں ہل گیا

۱۶- ص ۳۹-۴۲ - غزل :

بے سبب تڑپا نہ میں نے بے محل فریاد کی
دل پھڑک اٹھا جو کوئی حسن نے ایجاد کی

تیرہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۷۲-۷۳ پر ہے - یہ سب شعر بیاض میں ہیں - سات شعر بیاض میں غیر مطبوعہ ہیں :

خاک چھانی خوب ہم نے عالم ایجاد کی
شام جب آئی کوئی منزل نئی آباد کی

سن ہی لیں گے داستاں سب قیدیٔ بیداد کی
کچھ نہ کچھ کہنے لگی ہیں بیڑیاں فولاد کی

آہ تو قابو میں ہے پھر دل کو مجبوری ہے کیا
جب ہوا چاہے پلٹ دے عالم ایجاد کی

آن کا نقشہ ہے کہ ہے تصویر دل دیکھوں ذرا
کون سی صورت پہ خم ہیں انگلیاں بہزاد کی

صبح سے محبوس غم کا کچھ پتا چلتا نہیں
رات تک زنداں سے آتی تھی صدا فریاد کی

منہ مرا صیاد تکتا ہے میں اپنے غم میں ہوں
بول اٹھوں گا اگر مہلت ملی فریاد کی

اہل راحت نے نہ لی کروٹ بھی میٹھی نیند سے
درد والوں نے تو شب بھر جاگ کر فریاد کی

آخری شعر کے مصرع اول میں مطابق ذیل ترمیم کی گئی تھی :

اہل راحت نے تو میٹھی نیند سے کروٹ نہ لی

لیکن بعد میں اسے قلم زد کرکے ، مصرعے کی ابتدائی صورت باقی رکھی گی - مذکورہ اشعار میں سے چھٹا بیاض میں قلم زد کیا گیا ہے - دیوان کا دوسرا شعر بھی قلم زد کیا گیا ہے - یہ غزل بیاض : ۴ (اندراج : ۱۲) میں بھی ہے -

۱۷- ص ۴۲-۴۷ - غزل :

رہے فریاد میں گیسوئے خوباں دیکھنے والے
ڈرے ہیں مدتوں خواب پریشاں دیکھنے والے

دیوان میں اس زمین میں دو غزلیں ہیں جو ص ۷۳-۷۵ پر ہیں - یہ دونوں غزلیں بیاض کی ایک ہی غزل کے اشعار پر مشتمل ہیں - دیوان میں دونوں غزلوں کے اشعار کی مجموعی تعداد ۲۶ ہے - یہ سب بیاض میں ہیں - بیاض میں چار شعر

غیر مطبوعہ ہیں :

تمناؤں کی کثرت اک مجھے ہلنے نہیں دیتی
چلے جاتے ہیں محشر کا بیاباں دیکھنے والے

سپیدی پھوٹ نکلی صبح محشر کی مبارک ہو
بدل لیں کروٹیں اب شام ہجراں دیکھنے والے

صباح حشر کیا کہنا کہ یکساں کر دیا سب کو
نہیں ملتے مرا چاک گریباں دیکھنے والے

غزال دشت کوسوں دامن صحرا میں عنقا ہے
کہاں تک آ گئے سیر بیاباں دیکھنے والے

اختلافات :

دیوان۔ غزل ۱۔ شعر ۷۔ مصرع ۱ : علاج درد دل اوروں کے جلنے سے نہیں ہوتا
بیاض : علاج سوز دل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

دیوان ۔ غزل ۲۔ مقطع ۔ مصرع ۱ : شب فرقت کی تاریکی نہ دیکھی ایک نے ثاقب
بیاض : ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک نے آ کر

یہ غزل بیاض : ۴ (اندراج : ۱۳) میں بھی ہے ۔

۱۸۔ ص ۹۴۔۹۷ ۔ غزل :

دیر ہوئی کہ آسماں بر سر اختلاف ہے
ایک مجھی پہ ہے عتاب سب کی خطا معاف ہے

گیارہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۶۲-۱۶۱ پر ہے ۔ یہ سب شعر بیاض میں ہیں ۔ یہ غزل بیاض : ۱ (اندراج : ۱۴) اور بیاض : ۳ (اندراج : ۷۰) میں بھی ہے ۔

۱۹۔ ص ۳۔۹۴ ۔ غزل :

دل کے چھوٹے ، تھم نہیں سکتے بسیط خاک پر
جو گرا آنسو وہ تارا ہوگیا افلاک پر

پندرہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۸۴-۸۳ پر ہے ۔ یہ تمام شعر بیاض میں ہیں ۔ بیاض میں مندرجہ ذیل شعر غیر مطبوعہ ہیں :

اہل محشر کی نگاہوں میں پسند آتی نہیں
کوئی دھبا رہ گیا شاید تری پوشاک پر

تحفۂ دست احبائے دلی تھی وقت دفن
جم گئی جو خاک میرے دیدۂ نم ناک پر

میرے آنسو تو زمیں کے ہیں نظر شبنم پہ کر
آسماں والے گرے پڑتے ہیں فرش خاک پر

کہہ رہی ہے طاقت پائے جنوں کی داستاں
گرد کی چھائی گھٹا صحرائے وحشت ناک پر

خون جب تک بے گناہوں کا نہ پہنچے تا گلو
سانپ لہرایا کریں گے شانۂ ضحاک پر

ڈر گیا ہوں یوں فشار عشق اٹھا کر میں کہ اب
صحن مرقد کا گماں ہے کیسۂ دلاک پر

ثبت کرتا ہے کسی کا نام دل میں سنگ کے
بے ثباتی ہنس رہی ہے خامۂ حکاک پر

کیا خبر کس کس کے حصے میں پڑے گا حال غیر
آسماں نے خط دیے ہیں اس دل صد چاک پر

مذکورہ اشعار میں سے چوتھا قلم زد کیا گیا ہے۔ مقطع کا مصرع اول:

مل گیا دل خاک میں ثاقب تو سناٹا سا ہے

پہلے اس صورت میں تھا: - - - - - - - - سناٹا ہے آج

۲۰- ص ۵۵-۵۳۔ غزل:

زیر مزار جا کر ڈرتا فلک سے کیا میں
یوں مٹ کے رہ گیا ہوں جیسے کبھی نہ تھا میں

انیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۵-۹۳ پر ہے۔ ان میں سے سات شعر (شمار: ۱، ۳ تا ۸) بیاض میں نہیں ہیں۔ بیاض میں سولہ شعر ہیں جن میں سے چار غیر مطبوعہ ہیں:

ان کی رضا پہ مرنا اک قسم زندگی تھی
اپنے دل حزیں سے پھر کیوں خفا ہوا میں

اظہار حسرت و غم اب کیوں مری لحد پر
گو آج میں نہیں ہوں لیکن کبھی تو تھا میں

میرے لہو کا ڈر کیا محشر میں جب میں خوش ہوں
تم کو حجاب کیوں ہے کر لوں گا سامنا میں

نالوں کو ضبط کر کے کب تک مری خموشی
اب دو میں اک رہے گا یا آسماں یا میں

اختلافات :

شعر ۱٦ - مصرع ۱ - دیوان : کروٹ نہ لے سکا دل تیرا نظارہ کرکے
بیاض : دل لے سکا نہ کروٹ تیرا نظارہ کرکے

شعر ۱۸ - مصرع ۱ - دیوان : فرقت نصیب دل کو وصلت کا ہوش کب تھا
بیاض : ہجراں نصیب دل کو - - - - - - -

یہ غزل بیاض : ۱ (اندراج : ۱۸) اور بیاض : ۳ (اندراج : ۳٦) میں بھی ہے -

۲۱- ص ۵۷-۵٦ - غزل :

خطا نہیں جو دل حسن آشنا نہ رہا   مرا قصور کہ پہلو کو دیکھتا نہ رہا

نو شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۳ پر ہے - یہ سب شعر بیاض میں ہیں -
ایک شعر بیاض میں غیر مطبوعہ ہے :

رکے مزار میں سر گشتگان حسرت دل
وہاں تھمے ہیں جہاں آگے راستا نہ رہا

اختلافات :

شعر ۵ - مصرع ۲ - دیوان : میں تھک گیا ہوں کہ اب آگے راستا نہ رہا
بیاض : میں تھک گیا ہوں کہ اب کوئی فاصلہ نہ رہا

شعر ۷ - مصرع ۱ - دیوان : فغاں سے کچھ تو بہلتا دل اے اسیرِ بلا
بیاض : بہلتا نالوں سے دل کچھ تو اے اسیر بلا

مقطع - دیوان : شب فراق سے شکوے ہزاروں تھے ثاقب
یہ کیا کہ صبح ہوئی اور کوئی گلا نہ رہا

بیاض میں پہلے تخلص کی جگہ ''اے دل'' کے الفاظ لکھے تھے - انھیں قلم زد کرکے تخلص لکھا گیا - دوسرا مصرعہ بیاض میں اس صورت میں ہے :

یہ کیا کہ رات گئی اور کوئی گلا نہ رہا

۲۲- ص ۵۹-٦۹ - غیر مطبوعہ نظم ''نوائے دل'' :

سرگشتہ رہے برسوں فکر حق و باطل میں
دو دن بھی نہیں ٹھہرے بسمل کسی منزل میں

جب درد سے بے چینی بڑھتی ہی گئی دل میں
چند اہل زمیں آٹھے گردوں کے مقابل میں

گو بحر ہے طوفانی موسم بھی بدلتا ہے
تنکا بھی سہارے پر اللہ کے چلتا ہے

اس جوشش ماتم سے آنکھوں میں تری کب تک
نالوں سے مرے دل کی یہ پردہ دری کب تک
ہر وقت کا غصہ کیا یہ درد سری کب تک
تھراتے رہیں مثل شمع سحری کب تک
دشمن کو کرے گی خوش یہ شمع عمل بجھ کر
ٹھنڈک ہو کلیجوں میں رہ جائے جو جل بجھ کر

ہے نام کو آزادی پابند مصیبت ہیں
تکلیف کے موجد ہیں گو طالب راحت ہیں
ہے شوق حیا داری پر دشمن غیرت ہیں
بیدار ہیں جو قومیں ہم اُن کی رعیت ہیں
یہ ذلت عزت کش کن آنکھوں سے ہم دیکھیں
وہ آگے نکل جائیں ہم گرد قدم دیکھیں

کم ہو کے، تغافل میں یہ بادیہ پیمائی
دامان تنزل میں یہ دعوئ یکتائی
میدان ترقی میں اب تک نہ جگہ پائی
ہے صبح طرب اُن کی جن کو نہیں نیند آئی
جاگے تھے جو راتوں کو ہنس ہنس کے وہ سوتے ہیں
ہم سوئے تھے خوش ہو کر اب جاگ کے روتے ہیں

تلوار تو اپنی ہی صیقل سے چمکتی ہے
جو آگ دبی برسوں مشکل سے بھڑکتی ہے
وہ قوم چلے گی کیا جو بیٹھ کے تھکتی ہے
اے سوئی ہوئی قسمت اب دھوپ سر کتی ہے
دن تھوڑا سا باقی ہے، کچھ وقت تو ہاتھ آئے
ایسا نہ ہو غفلت کی پھر دوسری رات آئے
[مصرع اول پہلے اس صورت میں تھا: تقدیر تو اپنے ہی - - - -]

کروٹ نہ اگر بدلی اب بھی تو قیامت ہے
اے نیند کے متوالو! یہ وقت غنیمت ہے
ٹوٹا ہوا مدت کا سرمایۂ عزت ہے
غفلت یہ نہ ہو عاشق دیکھی ہوئی صورت ہے
یہ گنج گراں مایہ ہم کھو کے نہ پائیں گے
اس عشق سے در گزرے عزت نہ گنوائیں گے

اب تک جو سماں دیکھا اللہ نہ دکھلائے
سو طرح اعانت کی سو طرح کے دکھ پائے
گھر بیچ کے ، شرکت میں گھر علم کے بنوائے
دروازے پہ جب پہنچے کچھ سن کے پلٹ آئے
ہم ایسے مکانوں کو بت خانہ سمجھتے ہیں
پتھر بھی جہاں ہم کو دیوانہ سمجھتے ہیں

سمجھے تھے کہ گلشن ہے پھولیں گے نہال اس میں
صیاد زمانے کے ڈالیں گے نہ جال اس میں
ہو جائیں گے ناقص بھی ارباب کمال اس میں
معلوم نہ تھا ہوگا آخر کو ملال اس میں
روئے گا وہ جو ہم سا آوارہ وطن ہوگا
زندان ہمارا ہے اوروں کا چمن ہوگا

[چوتھا مصرع پہلے اس صورت میں تھا : معلوم نہ تھا آخر کو ہوگا ملال اس میں]

کیا کہیے کہ خشکی میں کیا تازہ تلاطم ہے
عنقا کے نشیمن میں اب ہمت مردم ہے
تعلیم کا آئینہ مشغول تبسم ہے
اسلام کے پودے ہیں اور نشو و نما گم ہے
عبرت کا سبق ہم کو ہر شام و سحر دیں گے
جو بڑھ نہیں سکتے ہیں وہ خاک ثمر دیں گے

کیا یاد کیا جس سے بھولے سبقِ دینی
کی ترک خدا بینی سیکھا کیے خود بینی
سمجھا کیے عالم کو اک ملکِ سلاطینی
کعبے کے عوض ڈھونڈا عشرت کدۂ چینی
یہ علم کے طالب ہیں کیا دل میں سمائی ہے
سب جہل کی باتیں ہیں خالق کی دہائی ہے

ہر عہد سے غافل ہیں عہدوں پہ ہیں آمادہ
بستر نہیں اٹھتا ہے بچھتا نہیں سجادہ
ایمان کا ہاتھوں میں لے کر ورقِ سادہ
جس جا صف مومن ہے ہو جاتے ہیں استادہ
معکوس ہیں تصویریں ملتا ہے سبق الٹا
شاید کسی آندھی نے ہستی کا ورق الٹا

نشہ مے دولت کا ہے گود کے پالوں میں
یہ مے کدۂ ہستی اچھا ہے خیالوں میں
یہ بادۂ انگوری جب بھر دیا تھالوں میں
سم دوڑ گیا آخر ان تازہ نہالوں میں
سرسبزیٔ ظاہر پر کیا قدر بھلا ان کی
مسموم زمانے کو کر دے گی ہوا ان کی

غم ہے کہ ہم اپنوں کو کہتے ہیں بُرا توبہ
اس جرم سے کرتے ہیں ارباب وفا توبہ
ہاں وقت جب آ جائے پھر ذکر سے کیا توبہ
چپ رہنا بھی عصیاں ہے اے میرے خدا توبہ
اک درد سا اٹھتا ہے گر گر کے سنبھلتے ہیں
گھٹتا ہے دھواں دل میں تب اشک نکلتے ہیں

یہ رنج مجھے برسوں خوناب رلائے گا
خوناب مرا برسوں دشمن کو ہنسائے گا
ہر بندۂ زر اس کو اک عیب بتائے گا
رویا کروں، اشکوں سے یہ رنگ نہ جائے گا
دنیا مری باتوں سے نفرت سی دلا دے گی
اُن کو مری توبہ بھی ساغر کا مزا دے گی

گھیرے ہوئے ہیں تم کو آفات و بلا اب تک
مظلوم کے مذہب پر ہوتی ہے جفا اب تک
بیمار حوادث نے پائی نہ شفا اب تک
کیوں قوم! یہی ہوگا جو کچھ کہ ہوا اب تک
گرتی ہیں جو دیواریں للّٰہ سنبھال ان کو
جو پھول سے بچے ہیں کانٹوں میں نہ ڈال ان کو

ہٹ جائے گا رستے سے یہ کوہ گراں پل میں
نقص آنے نہ پائے اب تجویز مکمل میں
ناخن ہوں تو کام آؤ اس عقدۂ لاحل میں
جھولی لیے آئے پہنچے ہم دور سے سیتھل میں
دکھلا کے ہمیں اپنے اخلاقِ کریمانہ
کہہ دو کہ مبارک ہو یہ بھیس فقیرانہ

[چوتھا مصرع حاشیے پر اس طرح بھی لکھا ہے :
جھولی لیے حاضر ہیں ہم بھی صفِ اول میں]

کوشش ہو تو ہو جائے بدحالوں کا حال اچھا
جس سال مراد آئے بے شک ہے وہ سال اچھا
کام آئے جو اپنوں کے بس ہے وہی حال اچھا
کل بھیک سے بچ جائیں تو آج سوال اچھا
اُن سب کو دعا دے کر کشکول گدا لے لی
پہلے ہی سے اپنے سر بچوں کی بلا لے لی

اس وقت نہیں غافل وہ مرد جو دانا ہے
کمزور سہی ہم سب خالق تو توانا ہے
بھٹکی ہوئی فردوں کو رستے پہ لگانا ہے
کالج نہیں ، گھر اپنا دنیا میں بنانا ہے
تا حشر رہو زندہ کالج کی بنا ڈالو
بگڑے ہوئے کاموں کو سب مل کے بنا ڈالو

یہ کالجِ اسلامی باطل سے جدا ہوگا
ہوگا یہ اُسی جانب جس سمت خدا ہوگا
تعلیم شریعت سے حسن اُس کا سوا ہوگا
دنیا کے طریقوں کا بھی راہنما ہوگا
شیرازۂ قومی کو کھلنے سے بچائے گا
سو طرح سے ہر گل کو اک رنگ پہ لائے گا

ٹالو گے نہ کیا مل کر اس کوہ مصیبت کو
اب آنکھ ذرا کھولو پہچانو ضرورت کو
باندھو کمریں کس کر رخصت کرو راحت کو
جوش آئے کسی صورت ارباب سخاوت کو
ہے بوجھ بہت بھاری مل جل کے سب اٹھوالو
خوش رکھے خدا تم کو کچھ ہم کو بھی دے ڈالو

[چھٹا مصرع پہلے اس صورت میں تھا :
اللہ بھلا کر دے کچھ ہم کو بھی دے ڈالو]

خاک اُڑنے لگے گی جب پیمانۂ مستی میں
ویرانہ نہ ہوگا پھر پیدا کسی بستی میں

تھوڑی سی کمی بھی ہو گر عیش پرستی میں
معقول اضافہ ہو سرمایۂ ہستی میں
کالج ابھی بنتا ہے تدبیریں تو کی جائیں
اے قوم جو تو چاہے مرتے ہوئے جی جائیں

۲۳ - ص ۲۷-۲۰۷ - غزل :

سوز غم سے ہر رگِ دل جل کے شعلہ ہوگئی
میری خاطر سردیٔ موسم بھی عنقا ہوگئی

بارہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۸۱-۱۸۰ پر ہے - یہ سب شعر بیاض میں ہیں - بیاض میں ذیل کے تین شعر غیر مطبوعہ ہیں :

مٹ گئی خود بینیٔ حسن آینہ جاتا رہا   میں ہوا ناپید تو اک بات پیدا ہوگئی

[پہلے اس شعر کو قلم زد کیا گیا ہے - پھر باقی رکھنے کا نشان (صاد) بنایا گیا ہے - مصرع ثانی پہلے اس صورت میں تھا :
میری ناپیدی میں بھی اک بات پیدا ہوگئی]

زخم خوردہ دل امید دستگیری ہے بجا
شاخ کٹنے سے عصائے دست موسیٰ ہوگئی

کاروان اہل دل چلنے میں بھی چھپتا رہا
دیدۂ اغیار پر خاک اڑ کے پردا ہوگئی

آخری شعر قلم زد کیا گیا ہے - بیاض میں اس غزل کی تاریخ تصنیف جنوری ۱۹۱۶ء لکھی ہے ، جبکہ دیوان میں ۲۲ - جنوری ۱۹۱۵ء ہے -

۲۴ - ص ۷۲ - دو شعر :

دغا ہے حسن میں ، گو ہیں ، مگر حسیں نہ کہو
قمر میں داغ ہے اس بت کو مہہ جبیں نہ کہو

دیوان میں (ص ۱۲۸) اس زمین میں دو شعر ہیں - یہ دونوں بیاض میں ہیں -

۲۵ - ص ۷۴-۷۳ و ۸۰-۷۹ - غزل :

ان کی آرایش سے میرے کام بن جائیں گے کیا
دل کی گتھی شانہ ہائے زلف سلجھائیں گے کیا

بارہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۵-۲۴ پر ہے - یہ تمام شعر بیاض میں ہیں - ذیل کے سات شعر بیاض میں غیر مطبوعہ ہیں :

کیوں چلو بن کر لحد پر روز محشر دور ہے
چال اچھی ہے مگر مردے نکل آئیں گے کیا

کھل رہے ہیں زلف کے حلقے یہ کس کے سوگ میں
اس بھنور کے ڈوبنے والے ابھر آئیں گے کیا

بخیہ و مرہم اٹھا رکھتے ہیں محشر کے لیے
زخم دل کا ذکر جب آئے گا دکھلائیں گے کیا

دست و بازو کی نزاکت ہے تو کیوں غم کیجیے
کاٹ کر اپنا گلا ہم خود نہ مر جائیں گے کیا

قبر پر آنے سے خوش ہوں مجمع احباب سے
کوئی پوچھے سونپ کر مجھ کو پلٹ جائیں گے کیا

کہہ لے جو کہنا ہو سنتے سنتے عادت ہو گئی
گالیاں کھا کر تری محفل سے اٹھ جائیں گے کیا

دل کو بہلانے کو وہ بھی آ رہے ہیں قبر پر
مرنے والے داستان غم کو دہرائیں گے کیا

تیسرے شعر کا مصرع اول پہلے اس صورت میں تھا :

بخیہ و مرہم اٹھا رکھتے ہیں روز حشر پر

اختلافات :

شعر ۲ - مصرع ۱ - دیوان	:	وصل کے وعدے سے خوش ہو کر نہ مر جائیں گے کیا
بیاض	:	وعدۂ وصلت پہ خوش ہو کر . . .
شعر ٦ - مصرع ۱ - دیوان	:	ہاتھ ادھر اٹھتا نہیں ہے تار ادھر باقی نہیں
بیاض	:	ہاتھ ادھر اٹھتا نہیں تار اس طرف باقی نہیں
شعر ۱۰ - مصرع ۲ - دیوان	:	آہ و زاری سے مری موسم بدل جائیں گے کیا
بیاض	:	آہ و نالہ سے مرے موسم . . .
مقطع - مصرع ۱ - دیوان	:	دل کی بیماری کا عقدہ کھولنا دشوار ہے
بیاض	:	عقدۂ بیماریٔ دل کھولنا دشوار ہے

دیوان میں تاریخ تصنیف ۲۲ دسمبر ۱۹۱۵ء لکھی ہے ، بیاض میں صرف ''دسمبر ۱۹۱۵ء'' درج ہے -

۲۶ - ص ٦٧-٧٥ - غزل :

ظلم اپنوں پر جفا جُو کس لیے   اے فلک شبنم کے آنسو کس لیے

سات شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۹۴ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - دو شعر بیاض میں غیر مطبوعہ ہیں :

عالم باطن پہ کیوں تاثیر عشق   میں تو میں یہ دل پہ قابو کس لیے

ذکر دل کیا وہ تو ہے حرماں نصیب یہ پریشانی گیسو کس لیے
دوسرا شعر قلم زد کیا گیا ہے۔

اختلافات :

شعر ۲ ۔ مصرع ۲ ۔ دیوان : قمریوں کی ورنہ کوکو کس لیے
بیاض میں یہ مصرع پہلے اس طرح تھا : ورنہ پھر قمری کی کوکو کس لیے
شعر ۳ ۔ مصرع ۲ ۔ دیوان : پھر یہ خنجر اور بازو کس لیے
بیاض : پھر یہ تلوار اور بازو کس لیے
شعر ۵ ۔ مصرع ۱ ۔ دیوان : بے ثمر گر فیض کے خواہاں نہیں
بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا : بے ثمر ہوتے نہ گر خواہان فیض
شعر ۷ ۔ مصرع ۱ ۔ دیوان : سر بکف حاضر ہے ثاقب دیر سے
بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا : ہم تو سر خم کر چکے ہیں دیر سے

دیوان میں تاریخ تصنیف ۱۵ دسمبر ۱۹۱۵ء لکھی ہے۔ بیاض میں صرف ''دسمبر ۱۹۱۵ء'' درج ہے۔ یہ غزل بیاض : ۱ (اندراج : ۴۳) میں بھی ہے۔

۲۷ ۔ ص ۷۷-۷۸ ۔ غزل :

رنگ غم بدلا کیا ہے رنگ گلشن دیکھ کر
اشک شبنم تھم گئے پھولوں کے دامن دیکھ کر

تین شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۸۹ پر ہے۔ اس کے تینوں شعر بیاض میں ہیں۔ بیاض میں ذیل کے آٹھ شعر غیر مطبوعہ ہیں :

آسماں کی آنکھ میں تنکے کھٹکتے ہیں میرے
برق گرتی ہے تو میرا ہی نشیمن دیکھ کر

عام ہے تاثیر غم پہلو میں دل ہو یا نہ ہو
شمع روتی ہے کسی بے کس کا مدفن دیکھ کر

حسن باطن کے لیے لازم نہیں سالم لباس
طرز عصمت کو سمجھ یوسف کا دامن دیکھ کر

جب سے اس رنگین ادا کا نام رکھا ہے صنم
سر جھکا لیتے ہیں اپنے بت برہمن دیکھ کر

قید ہوتے ہی مرے گلشن میں سناٹا ہوا
ہم صفیر اڑنے لگے خالی نشیمن دیکھ کر

رات گزری پر اسیران جنوں کی خیر ہو
رو رہے ہیں اہل دل زنداں میں روزن دیکھ کر

کیا کہوں ثاقب دل بیمار کی حالت کہ آج
دوستوں کا ذکر کیا روتے ہیں دشمن دیکھ کر

دیوان میں اس غزل کی تاریخِ تصنیف ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء لکھی ہے جبکہ بیاض میں "جنوری ۱۹۱٦" درج ہے -

۲۸ - ص ۸ - غیر مطبوعہ مطلع :

اپنے گھر میں ہوں مگر دل مائل فریاد ہے
وادیٔ غربت کا سناٹا ابھی تک یاد ہے

۲۹ - ص ۸۰ - غیر مطبوعہ مطلع :

قید سے چھٹنے کو سمجھوں گا کہ آفت آ گئی
اب تو زنجیروں کے نالوں پر طبیعت آ گئی

۳۰ - ص ۸۱-۸۰ - غزل :

تیرگی چھپ جائے گی خود صبح ظاہر بھی تو ہو
اشک تھم جائیں گے لیکن رات آخر بھی تو ہو

آٹھ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۲۴ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - ذیل کا شعر بیاض میں غیر مطبوعہ ہے :

بخت بھی پلٹے گا اور دن بھی پھریں گے دفعتاً
جو مری آنکھوں سے غائب ہے وہ حاضر بھی تو ہو

دیوان میں آٹھویں شعر کا پہلا مصرع : ان پہ دعویٔ قتل کا محشر میں آسان ہے مگر
بیاض میں اس صورت میں ہے : ان پہ دعویٔ خون کا محشر . . .

۳۱ - ص ۸۲ - غزل :

قیامت تو کی تم نے دو گام چل کر ہمیں رہ گئے اپنی کروٹ بدل کر

چار شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۰ پر ہے - اس کے چاروں شعر بیاض میں ہیں ، اور قلم زد کر دیئے گئے ہیں - دیوان میں تیسرے شعر کا مصرع اول :

سروں کو جھکائے ہیں سرکش جہاں کے

بیاض میں اس صورت میں ہے : جھکائے ہیں سر ، سرکشانِ زمانہ

یہ غزل بیاض : ۳ میں تین جگہ (اندراج : ۵ ، ٦ ، ۳۵) اور بیاض : ۵ میں بھی تین جگہ (اندراج : ۱۱ ، ۱٦ ، ۲۷) ملتی ہے -

۳۲ - ص ۸۴-۸۲ - غزل :

حسن کی ایک فصل ہے ، عشق کا ایک باب ہے
دیکھ چکے ہیں ہم اسے دہر نما کتاب ہے

دس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۲۲-۲۲۳ و ص ۲۴۰ پر ہے - اس کے تمام شعر بیاض میں بھی ہیں -

اختلافات :

شعر ۲ - مصرع ۱ - دیوان : رسم و رہ قدیم ہے شرع صنم نئی نہیں

بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا : شرع صنم نئی نہیں ہے یہ قدیم داستاں

شعر ۸ - دیوان : آب عذار آتشیں دیکھ کے میری آنکھ دیکھ
ایک طرف سراب ہے دوسری سمت آب ہے

بیاض میں یہ شعر اسی صورت میں ہے لیکن دیوان کے غلط نامے میں مطابقِ ذیل تبدیلی کی گئی ہے :

دیکھ کے میری آنکھ دیکھ اس رخ آتشیں کی آب
آب ہے ایک ہی طرف ایک طرف سراب ہے

شعر ۱۰ - دیوان : حسنِ سخن سے ہے عیاں جلوۂ وارداتِ حسن
ثاقب دل حزیں تری ہر غزل انتخاب ہے

بیاض : معترف کہاں ہیں شعر و سخن کے جوہری
ثاقب خوش بیاں تری ہر غزل انتخاب ہے

مصرع ثانی بیاض میں پہلے اس صورت میں تھا :

ثاقبِ دل حزیں تری یہ غزل انتخاب ہے

۳۳ - ص ۸۴ - غزل :

نکالے لاکھ ہم کو آسماں ہم کب نکلتے ہیں
وہ دروازے نہیں باقی جہاں مطلب نکلتے ہیں

چار شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۱۶ پر ہے - بیاض میں تین شعر ہیں - دیوان کا دوسرا شعر بیاض میں نہیں دیوان کے چوتھے شعر کا پہلا مصرع :

بہار آ کے نکلی ہے ہزاروں بار گلشن سے
بیاض میں پہلے اس صورت میں تھا : . . . گلشن میں

۳۴ - ص ۸۵-۸۷ - غزل :

مے کشوں میں کیوں نہ ہو مشہور نام آفتاب
لے کے انگڑائی سحر لیتی ہے جام آفتاب

تیرہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۷۶-۷۷ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - دو شعر بیاض میں غیر مطبوعہ ہیں :

لفظ و معنی ایک ہیں تاثیر میں اللہ رے زور
منہ میں چھالے پڑ گئے لیتے ہی نام آفتاب

ظلمت مرقد ہے تو سب سے سوا محتاج نور
میں تو سمجھا تھا یہی ہوگا مقام آفتاب

اختلافات :

شعر ۷ - مصرع ۲ - دیوان : پاس ہے عیسیٰ کے گو اب تک مقام آفتاب
بیاض : پاس گو عیسیٰ کے ہے اب تک . . .

شعر ۸ - دیوان : زلف وارستہ کسی دن پھیر دے میری طرف
ہے ترے ہی دست قدرت میں لجام آفتاب
بیاض : زلف وارستہ کسی دن میری جانب پھیر دے
تیرے ہی ہاتھوں ہے دنیا میں لجام آفتاب

۳۵ - ص ۸۹-۸۸ - غزل :

دہر لا حاصل میں سب کچھ مجھ کو حاصل ہو گیا
یوں جہاں سمٹا کہ پہلو میں مرے دل ہو گیا

نو شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۳۴ پر ہے - دیوان کا آٹھواں شعر بیاض میں نہیں ہے - بیاض میں گیارہ شعر ہیں ، جن میں سے تین غیر مطبوعہ ہیں :

دو جہاں آباد کر دینے کے قابل ہو گیا
ہو کے پتلا خاک کا میں صاحب دل ہو گیا

بہ رہی ہے آنکھ اپنے آب میں،میں جب سے ہوں
دور کتنا کشتیٔ مقصد سے ساحل ہو گیا

کیا بتائیں مر کے اہل قبر کس عالم میں ہیں
تم تو تم اب پھول بھی ہنسنے کے قابل ہو گیا

آخری شعر کا مصرعہ اول پہلے اس صورت میں تھا :

مر کے کیا بتلائیں کس عالم میں ہیں اہل مزار

مقطع کا مصرعہ اول : جائے خوں ثاقب رگ و پے میں ہے ساری عشق دوست
بیاض میں پہلے اس صورت میں تھا : وقت وہ پہنچا کہ جائے خوں رگوں میں عشق ہے

۳۶ - ص ۹۱-۹۰ - غزل :

کیوں نہ اچھا ہو جہاں میں خنجر و آہو کا ساتھ
جب خدا نے کر دیا ہو دیدہ و ابرو کا ساتھ

دس شعروں کی یہ غزل دیوان مطبوعہ میں ص ۲۶-۱۲۸ پر ہے - اس کے تمام شعر بیاض میں ہیں -

۳۷ - ص ۹۱ - مطلع : . . . خاک و آب میں ، آئنۂ سراب میں - یہ مطلع دیوان میں ص ۲۳۷ پر ''منفردات'' کے تحت ہے -

۳۸ - ص ۹۲-۹٦ - غزل :

چھپ گئیں آنکھوں سے ذروں میں نمایاں ہوگئیں
بستیاں اجڑی ہوئی مل کر بیاباں ہوگئیں

اٹھارہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۷-۹۵ پر ہے - اس کے تمام شعر بیاض میں ہیں - بیاض میں گیارہ شعر غیر مطبوعہ ہیں :

آؤ زنداں میں تو دکھلائیں تمھیں تاثیر غم
ہو کے آہن ، موم زنجیروں کی کڑیاں ہوگئیں

وحشت دل دشمن جیب و گریباں تھی مگر
دیکھ کر مجھ کو یہ تلواریں بھی عریاں ہوگئیں

[مصرع ثانی پہلے اس صورت میں تھا : دیکھتے ہی مجھ کو تلواریں بھی عریاں ہوگئیں]

ہوں اسیر ظلم لیکن خواہش دیدار میں
میری آنکھیں پہلے ہی دیوار زنداں ہوگئیں

عاشقوں کے سامنے دعوائے تخت و تاج ہے
حسن کی پرواز سے پریاں سلیماں ہوگئیں

دھجیاں جیب و گریباں کی وہ کیسی ہیٔ سہی
عالم غربت میں میرا ساز و ساماں ہوگئیں

ہنس کے دو دن مدتوں رویا کیا اس فکر
شادیوں نے دل میں کیا دیکھا جو مہماں ہوگئیں

حلقۂ آب رواں میں ہوں نثار فیض غم
ندیاں اشکوں کی تار جیب و داماں ہوگئیں

دفن دل سے کیا ، عجب اس کی تمناؤں سے ہے
جو کبھی نکلی نہ تھیں کیوں کر وہ پنہاں ہوگئیں

دل کے زخموں کے مزے جی بھر کے لوٹے بھی نہ تھے
ظالموں کی ہمتیں صرف نمکداں ہوگئیں

[اس شعر کا مصرع اول قلم زد کیا گیا ہے]

منہ کے بل بت کیوں گرے تھے اے پرستار صنم
منتے ہیں کعبے کی تصویریں مسلماں ہوگئیں

پردہ داری ان نگاہوں کی مرا دل کیا کرے
جو ادھر ڈوبیں تو اس جانب نمایاں ہوگئیں

اختلافات :

شعر ۴ - مصرع ۱ - دیوان : دیکھتا کون دور بجھاتا کون اِس دل کی لگی
بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا :
دیکھتا کون اور بجھاتا کون دل کی آگ کو
شعر ۴ - مصرع ۲ - دیوان : ہڈیاں جل جل کے شمع زیر داماں ہوگئیں
بیاض : ہڈیاں جل کر چراغ زیر داماں ہوگئیں
شعر ۷ - مصرع ۱ - دیوان : ضعف باقی ہے نہیں جس کا کوئی پرسان حال

بیاض میں یہ مصرع پہلے اسی صورت میں تھا - اسے قلم زد کرکے یہ مصرع لکھا گیا : رہ گیا ہے ضعف جس کا پوچھنے والا نہیں

شعر ۱۱ - مصرع ۲ - دیوان : خواہشیں تھیں جو بہم گھل مل کے انسان ہوگئیں
بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا : کچھ تمنائیں مبہم . . .

شعر ۱۷ - مصرع ۱ - دیوان : کیا وفاداروں کے جی ڈوبے ہیں جوش عشق میں
بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا : . . . جی ڈوبے ہیں بحر عشق میں
یہ غزل بیاض : ۳ (اندراج : ۲۹) میں بھی ہے -

۳۹ - ص ۹۸-۹۷ - غزل :

پھول کے ایک نقش غم عہد شباب ہوگیا
جس نے سلایا مدتوں آج وہ خواب ہوگیا

سات شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۶۱ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں -

اختلافات :

دیوان میں چھٹے اور ساتویں شعروں کے مصرع ہائے ثانی مشترک ہیں - چھٹا شعر بیاض میں پہلے اس صورت میں تھا :

حشر میں گن کے تھک گیا حد نہ ملی گناہ کی
بس مرے پردہ پوش بس میرا حساب ہوگیا

مصرع اول قلم زد کرکے یہ مصرع لکھا گیا :
غرق عرق ہو تا گلو حد نہیں انفعال کی

دیوان میں قلم زدہ مصرع چھٹے شعر میں اور نیا مصرع ساتویں شعر میں شامل کیا گیا -

شعر ۵ - مصرع ۱ - دیوان : عہد وفا و مہر کا اب کوئی فائدہ نہیں

بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا : وعدۂ مہر و آشتی کا کوئی فائدہ نہیں

شعر ۵ - مصرع ۲ - دیوان : تم نہ جلاؤ گے کسے دل تو کباب ہو گیا

بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا :

اب نہ جلائیں گے کسے دل تو کباب ہو گیا

۳۰ - ص ۳ . ۱-۹۹ - غزل :

باتیں کریں گے حشر کی چرخ بریں سے ہم
بن کر غبار اٹھیں گے لحد کی زمیں سے ہم

انیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۳-۹۲ پر ہے - اس کے سترہ شعر بیاض میں ہیں - دو (شمارہ : ۱ ، ۱۵) بیاض میں نہیں ہیں - بیاض میں ۲۷ شعر ہیں - ان میں سے دس غیر مطبوعہ ہیں - مطلع اوپر درج ہو چکا ہے ، باقی شعر یہ ہیں :

بحثیں گے باغباں سے نہ چرخ بریں سے ہم
تنکے چنا کریں گے چمن کی زمیں سے ہم

قاتل کو اے برہنگیٔ حشر چھوڑ دے
دلوائیں گے شہادت ظلم آستیں سے ہم

صیاد جانتا ہے کہ گلشن قفس میں ہے
لائے ہیں اتنے داغ چمن کی زمیں سے ہم

بے قدر گنج غم ہے مگر رائیگاں نہیں
لے لیں گے اپنی داد ملال آفریں سے ہم

جب میں خموش ہوں تو انھیں کیوں یہ فکر ہے
کیا بات کرنے جائیں لحد کے مکیں سے ہم

[اس شعر کا مصرع اول پہلے اس صورت میں تھا :
جب ہم خموش ہیں تو انھیں . . .]

خاک اڑ رہی ہے یوں کہ سمجھتے ہیں اہل دل
آگے نکل گئے ہیں جہاں کی زمیں سے ہم

خون رخ شہید سے محشر میں کیا گلہ
یہ کچھ عرق نہیں ہے کہ پونچھیں جبیں سے ہم

[اس شعر کا مصرع اول پہلے اس صورت میں تھا : خون شہید ناز سے محشر . . .]

عاشق مزاج دل ہے جو کھویا تو پھر کہاں
معشوق ہو تو ڈھونڈ نکالیں کہیں سے ہم

کھٹکیں نہ آشیانے کے تنکے نگاہ میں
اٹھ جائیں گے کہیں نہ کہیں اس زمیں سے ہم

مذکورہ اشعار میں سے شمار ۲ ، ۵ ، ۷ اور ۱۰ قلم زد کیے گئے ہیں۔

اختلافات :

دیوان کا چوتھا شعر بیاض میں قلم زد کیا گیا ہے۔

شعر ۸ - مصرع ۱ - دیوان : غصے کے بعد تیغ زنی کا محل نہیں
بیاض : .... کا محل کہاں
شعر ۹ - مصرع ۱ - دیوان : کر لیں سوالِ وصل کہ باتوں میں ہے مزا
بیاض : .... کہ لذت ہے بات میں
شعر ۱۱ - مصرع ۲ - دیوان : مجبور ہوگئے دل عزلت گزیں سے ہم
بیاض : .... دل عزلت نشیں سے ہم
مقطع - مصرع ۱ - دیوان : ثاقب ملال اہل حسد بھی ہے ناگوار
بیاض : اہل حسد کا رنج بھی ثاقب ہے ناگوار

یہ غزل بیاض : ۳ (اندراج : ۲۸) میں بھی ہے۔

۱۴ - ص ۱۰۵-۱۰۶ - غزل :

اٹھیے نہ آپ حالت بیمار دیکھ کر دل بیٹھ جائیں گے مرے آزار دیکھ کر

تئیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۸۵-۸۶ پر ہے۔ اس کے تمام شعر بیاض میں ہیں۔ دیوان کے دو شعر (شمارہ : ۱۲ ، ۱۴) بیاض میں قلم زد کر دیے گئے ہیں بیاض میں آٹھ شعر غیر مطبوعہ ہیں۔ ان میں سے ایک مطلع اوپر درج کیا گیا ہے۔ یہ پہلے اس صورت میں تھا :

آپ اٹھ رہے ہیں کیوں مرے آزار دیکھ کر
دل بیٹھتے ہیں حالت بیمار دیکھ کر

مزید غیر مطبوعہ اشعار یہ ہیں :

پھر جائیے گا میّت بیمار دیکھ کر
بند آنکھ کی ہے حسرت دیدار دیکھ کر

کر ترک بے خودی کو دل زار دیکھ کر
کوئی پلٹ گیا مجھے ہشیار دیکھ کر

ہے قیدیوں کا حال کچھ ایسا کہ اہل دل
روتے ہیں قید خانے کی دیوار دیکھ کر

بے قدر آج قطرۂ خون شہید ہے
کھیے گا ہم سے حشر کا بازار دیکھ کر

ناواقفی عالم غم اک گناہ ہے
واعظ نہ کچھ کہے مجھے بیکار دیکھ کر

حسن زمانہ کُش کی خطا ہے بس اور کیا
سر ڈھونڈتے ہو ڈاب میں تلوار دیکھ کر

دو نشاط سے نہیں محروم غیر بھی
ہنستے ہیں لوگ چہرۂ مے خوار دیکھ کر

مذکورہ اشعار میں سے شعار: ۲، ۳، ۴، ۷، ۸ قلم زد کیے گئے ہیں۔ دیوان کے شعر ۹ کا مصرع اول: اب دہر روشناس وفا و جفا ہوا
بیاض میں پہلے اس صورت میں تھا: اب دھر آشنائے وفا و جفا ہوا

۴۲ - ص ۱۴-۱۱ - غزل:

خود فراموش قفس ہم ہیں چمن یاد نہیں غیر کے ہوگئے ایسے کہ وطن یاد نہیں

پندرہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۸-۹۷ پر ہے۔ اس کے تمام شعر بیاض میں ہیں۔ مندرجہ ذیل شعر غیر مطبوعہ ہیں:

سرمۂ خاک بھی کیا شے ہے کہ سب بھول گئے
کس طرح کرتے تھے آرایش تن یاد نہیں

بزم احباب تو اب تک ہے مری آنکھوں میں
تم کو تربت مری اے اہل وطن یاد نہیں

جب زمیں پر ہوں وہی گھر ہے نثار وحشت
چھوڑ کر جس کو بڑھا ہوں میں وہ بن یاد نہیں

اور پھر مطلب خاموشیٔ بلبل کیا ہے
کون کہتا ہے اسیری میں چمن یاد نہیں

منتظر ہوں شب غم! ہائے فراموشیٔ دل
وعدہ تو یاد ہے، وہ عہد شکن یاد نہیں

دیکھیے ظلم وفا حشر میں بھی کہہ ڈالا
مجھ کو گزری ہوئی روداد کہن یاد نہیں

کاہش دل کے لیے بسمل الفت تھا بہت
وہ تڑپنا تجھے اے تیر فگن یاد نہیں

بھولے بیٹھے ہیں کہ ہم بھی تھے کبھی شوخ مزاج
طبع رنگیں کا وہ بے ساختہ پن یاد نہیں

سامنے دل کے ہے بیت الحزن یعقوبی
شور عشرت کدۂ زاغ و زغن یاد نہیں

قصۂ طور و تجلی کا بیاں کیا کہ ہمیں
جلنے والے ترے اے شمع لگن یاد نہیں

حیرت عشق میں ساکت ہوں تو دم گھٹتا ہے
بولتا ہوں تو مجھے راہ سخن یاد نہیں

مذکورہ اشعار میں سے تیسرا اور آٹھواں شعر قلم زد کیے گئے ہیں - چوتھا اور ساتواں بھی قلم زد کیے گئے تھے ، لیکن انھیں دوبارہ لکھا گیا ہے - دیوان کے تیسرے شعر کا مصرع اول : اس کی محفل میں ہوا تھا کبھی اپنا بھی گزر
بیاض میں اس صورت میں ہے : . . . کبھی میرا بھی گزر

دیوان میں غزل کی تاریخ تصنیف ۱۵ فروری ۱۹۱۷ء ہے - یہی بیاض میں بھی ہے -

۴۳ - ص ۱۹-۱۱۵ - غزل :

لاغری سے اک ورق ہوں دفتر تاثیر میں
جان پڑ جائے جو کام آئے تری تصویر میں

انیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۹-۹۸ پر ہے - بیاض میں اس زمین میں دو غزلیں ہیں جن کے اشعار کی مجموعی تعداد ۲۹ ہے - دیوان کی غزل انھیں دونوں غزلوں سے مرتب کی گئی ہے - بیاض میں دس شعر غیر مطبوعہ ہیں - ان میں سے تین بیاض : ۱ کے اندراج : ۶ کے تحت درج کیے جا چکے ہیں (شمار : ۱ ، ۳ ، ۶)
باقی سات شعر یہ ہیں :

رونے والوں کے سروں کا کاٹنا اچھا نہیں
آگ لگ جائے گی اک دن دامن گلگیر میں

خون ثاقب کا ہے یہ رنگین چمن سینچا ہوا
شاید ایسے پھول نکلیں بوستان میر میں

کارواں آہوں کا ثاقب کس قدر پر زور تھا
خاک اب تک اڑ رہی ہے عالم تاثیر میں

[بعد میں اس شعر کو مطلع کی صورت میں یوں لکھا ہے :
زور کیا تھا کاروان نالۂ شب گیر میں
خاک اب تک اڑ رہی ہے عالم تاثیر میں]

کھینچے ہوئے کیوں کہاں حالت نہیں نخچیر میں
دم نکلتا ہے کہ جنبش ہو رہی ہے تیر میں

ظالم و مظلوم کے انداز کھل ہی جائیں گے
روز محشر رنگ بھر دے گا ہر اک تصویر میں

انتظار دید میں بے چین ہوں نکلیں کہیں
صورتیں جو رہ گئیں ہیں پردۂ تقدیر میں

[مصرع اول پہلے اس صورت میں تھا : انتظار دید میں تڑپا ہوں نکلیں جب کہیں]

رات کے آتے ہی سو سو بار ہوتا ہوں حلال
ہے صدا تکبیر کی ہر نالۂ شب گیر میں

اختلافات :

شعر ۱۳ - مصرع ۱ - دیوان : ظالم و مظلوم ان کے زور بازو پر نثار
بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا : ظالم و مظلوم دونوں زور بازو پر نثار
شعر ۱۹ - مصرع ۱ - دیوان : نالۂ دل تا بلب ثاقب نہیں پہنچا ابھی
بیاض : نالۂ دل لب سے باہر بھی نہیں آیا ابھی
شعر ۱۹ - مصرع ۲ - دیوان : اک تلاطم ہو رہا ہے عالم تاثیر میں
بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا : اک تلاطم ہے ابھی سے عالم تاثیر میں
یہ غزل بیاض : ۱ (اندراج : ۱۶) اور بیاض : ۳ (اندراج : ۳۲) میں بھی ہے -

۴۴ ص ۱۱۸ - مطلع : ... اسیر ہوں ، ... لکیر کا فقیر ہوں - یہ مطلع دیوان میں ص ۲۳۷ پر ہے -

۴۵ - ص ۲۵-۱۲۱ - غزل :

خاک جل بھن کے ہوا کب کا وہ پروانۂ دل
ختم ہوتا نہیں اب تک مگر افسانۂ دل

سترہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۲-۹۱ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - بیاض میں ذیل کے شعر غیر مطبوعہ ہیں :

کب سے غارت شدۂ اشک ہے ویرانۂ دل
اتنے طوفان اٹھے بیٹھ گیا خانۂ دل

ضبط اک چیز ہے کچھ سد سکندر تو نہیں
بھر کے اک روز چھلک جائے گا پیمانۂ دل

وسعت صحن جہاں شہرۂ آفاق تو ہے
خیر دیکھوں گا اگر رہ گیا ویرانۂ دل

محفل دوست سے میں دور ہوں وہ بزم نشیں
کون کہتا ہے کہ اڑتا نہیں پروانۂ دل

غیرت خاک تو دیکھو کہ تہی ہو کہ نہ ہو
سامنے چرخ کے آتا نہیں پیمانۂ دل

صبر اچھا تو ہے پر کیا کروں اے بندہ نواز
آسیائے فلک اور ایک مرا دانۂ دل

وہ اداسی ہے کہ ہنستے نہیں داغوں کے چراغ
منزل شام غریباں ہے سیہ خانۂ دل

کون بے کیف رہا میکدۂ ہستی میں
مدتیں گزریں کہ گردش میں ہے پیمانۂ دل

بادۂ ناب محبت میں اثر ہوگا جبھی
عشق ساقی ہو مگر پاس ہو پیمانۂ دل

اب تو اک نوحۂ ماتم کی صدا آتی ہے
کبھی سنتے تھے ہمیں نعرۂ مستانۂ دل

اختلافات :

شعر ۱ - مصرع ۱ - دیوان : جل گیا خاک ہوا کب کا وہ پروانۂ دل
بیاض : خاک جل بھن کے ہوا کب . . .
شعر ۷ - مصرع ۱ - دیوان : دہری زنجیروں میں جکڑا ہے مقدر نے مجھے
بیاض : دہری زنجیروں سے جکڑا . . .
شعر ۱۲ - مصرع ۱ - دیوان : دیکھ کر تفرقۂ مہر و جفا ہم سمجھے
بیاض : سمجھے ہم دیکھ کے یہ تفرقۂ مہر و جفا
شعر ۱۵ - مصرع ۱ - دیوان : حسن ہے ، خود بیں ، زمانہ ہے ، وہ کیوں گھبرائیں
بیاض : حسن خود بیں ہے ، زمانہ ہے . . .
[یہ مصرع بیاض میں پہلے دیوان کے مطابق تھا]
شعر ۱۷ - مصرع ۱ - دیوان : کہیے قصہ کوئی ارباب وفا کا ثاقب
بیاض : قصہ کہیے گا تو ارباب وفا کا ثاقب

۴۶ - ص ۳۰-۱۲۵ - غزل :

دوستوں سے دور کر کے خوش نہیں وحدت پہ بھی
رشک آتا ہے فلک کو عالم غربت پہ بھی

اکیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۸۲-۱۸۱ پر ہے - اس کے تمام شعر

بیاض میں ہیں ۔ بیاض میں مندرجہ ذیل شعر غیر مطبوعہ ہیں :

اڑ کے میری نیند یغمائے زمانہ ہوگئی
ساتھ اوروں کے بٹی ہے طالع قسمت پہ گئی

زندگی میں پس چکا تھا مر کے سرمہ ہوگیا
آسیائے چرخ آخر پھر گئی تربت پہ بھی

سوز دل میں ذبح کا ان کو یقین ہوتا نہیں
تیرگی سی آ گئی ہے خون کی رنگت پہ بھی

حال اپنا کس طرح دیکھوں کہ محو حسن ہوں
زندگی میں تو نظر پڑتی نہیں جنت پہ بھی

یوں‌تومیرے بعد اڑے گی خاک کوئے عشق میں
ایک سناٹا رہے گا وادیٔ وحشت پہ بھی

جسم و جاں کو ہے برا یہ فصل پیری کا سکوں
جو لحد میں لا اتارے خاک اس راحت پہ بھی

ایک شب بھی انتظار وصل میں بیٹھا نہیں
بخت کا دھوکا رہا ہے رات کی ظلمت پہ بھی

قبر والو ! تم سے باتیں کیں کسی نے یا نہیں
کوئی آیا تھا کسی دن خانۂ عزلت پہ بھی

خود میں رویا ہوں کسی دل کو رلایا تو نہیں
میں تو دامن تر نہیں اس جوشش رقت پہ بھی

قید میں خاموش ہوں میں اور تعجب ہے تجھے
اک نظر صیاد اس برہم شدہ صحبت پہ بھی

[دوسرے مصرع میں ''برہم شدہ'' کے نیچے ''اجڑی ہوئی'' لکھا ہے]

اختلافات :

شعر ۸ ۔ مصرع ۲ ۔ دیوان : میں نہ مانوں گا کہ زور جرم ہے رحمت پہ بھی
بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا : میں نہ سمجھوں گا کہ . . .
شعر ۱۰ ۔ مصرع ۲ ۔ دیوان : وہ نہ کہتا تھا کہ آ جاتا ہے دل آفت پہ بھی

بیاض کے متن میں یہ مصرع اسی صورت میں ہے لیکن حاشیے پر ذیل کا متبادل مصرع لکھا ہے : کب کہا اس نے کہ آ جاتا ہے دل آفت پہ بھی

شعر ۱۹ ۔ مصرع ۲ ۔ دیوان : مر گیا شاید کہ راضی ہوگیا ذلت پہ بھی
بیاض : مر گیا شاید جو راضی . . .

۴۷ - ص ۳۴-۱۳۱ - غزل :

کبھی حجاب میں تھا دل پر اب نہیں حجاب میں
اک آئنہ لگا ہوا ہے دیدۂ پر آب میں

انیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۰۱-۱۰۰ پر ہے - اس کے تمام شعر بیاض میں میں - بیاض میں مندرجہ ذیل شعر غیر مطبوعہ ہیں :

نہ پوچھیے کہ سل رہا ہے کیا مجھے خضاب میں
سیاہ پوش ہو رہا ہوں ماتم شباب میں

بس آج میرے درد کی دل حزیں نے داد دی
لہو کی بوند آ گئی ہے دیدۂ پر آب میں

تری نظر میں میں نہیں جہاں مری نظر میں ہے
زمانہ کھنچ کہ آ گیا ہے دیدۂ پر آب میں

نہیں ہے یاد کب سے یہ چراغ دل خموش ہے
چلی تھی اک ہوا ضرور موسم شباب میں

کہاں کی الفت آ گئی کہ کھنچ رہا ہوں دیکھ کر
مرا لہو ملا نہ تھا کبھی شراب ناب میں

ان اشعار میں سے پہلا قلم زد کر دیا گیا ہے -

اختلافات :

شعر ۷ - مصرع ۱ - دیوان : حواس تو ہیں منتشر ، خیال منتشر نہیں
بیاض : حواس گو ہیں . . . .
[یہ مصرع پہلے دیوان کے مطابق تھا ، بعد ہیں ترمیم کی گئی]

شعر ۱۴ - مصرع ۱ - دیوان : ثواب کہتے ہیں کسے دکھا دے حشر میں مجھے
بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا : . . . . دکھا دے مجھ کو حشر میں

شعر ۱۹ - مصرع ۲ - دیوان : نہ یہ صدا ہے چنگ میں نہ یہ نوا رباب میں
بیاض : نہ یہ صدا ہے چنگ میں نہ بربط و رباب میں
[پہلے یہ مصرع اس صورت میں تھا : یہ زمزمہ چنگ میں نہ یہ نوا رباب میں]

یہ غزل بیاض : ۴ (اندراج : ۱۰) میں بھی ہے -

۴۸ - ص د ۱۳ - غزل :

یہ نالے ایسے کب آساں ہیں جو ، ہر دل سے نکلیں گے
جو ڈھونڈو گے تو میرے ہم نوا مشکل سے نکلیں گے

تین شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۳۲ پر ہے - یہ تینوں شعر بیاض میں ہیں -

اختلافات :

شعر ۲ - مصرع ۱ - دیوان : جہاں نے لال کر کے جن کو مٹی میں دبایا ہے
بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا :
دبایا ہے جنھیں مٹی میں کر کے لال دنیا میں

شعر ۳ - مصرع ۱ - دیوان : مراد دل ملی مر کر مگر سونا نہیں ملتا
بیاض : ملی مر کر مراد دل مگر سونا نہیں ملتا

۴۹ - ص ۳۶-۱۳۵ - غزل :

آنکھ کھولے ہوں مقدر کچھ مجھے دکھلائے تو
جان کو روکوں کہاں تک آنے والا آئے تو

چار شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۸-۱۲۷ پر ہے - اس کے چاروں شعر بیاض میں ہیں - ذیل کا شعر بیاض میں غیر مطبوعہ ہے :

امتحاں آساں ہے ذکر گل زباں تک آئے تو
توڑ ڈالوں گا قفس کوئی مجھے تڑپائے تو

۵۰ - ص ۱۳۶ - غزل :

مرض وہ ہے کہ تنہا ہی ترا رنجور رہتا ہے
شفا کیسی خیال عافیت بھی دور رہتا ہے

چار شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۲۶ پر ہے - اس کے چاروں شعر بیاض میں ہیں -

اختلافات :

شعر ۱ - مصرع ۱ - دیوان : مرض وہ ہے کہ تنہا آپ کا رنجور رہتا ہے
بیاض : یہ مصرع اوپر درج کیا گیا ہے
شعر ۲ - مصرع ۱ - دیوان : مرا دل کوئی کیوں توڑے کہ یہ مستِ مے الفت
بیاض : - - - - - - توڑے کہ بد مستِ محبت ہے
شعر ۴ - مصرع ۱ - دیوان : مریضان شب فرقت کی تسکیں کے لیے ثاقب
بیاض : مریضان شب فرقت کا حال اچھا نہیں رہتا

۵۱ - ص ۴۱-۱۳۷ - غزل :

تیرگی نام ہے دل والوں کے اٹھ جانے کا
جسے شب کہتے ہیں مقتل ہے وہ پروانے کا

چھبیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۸-۷ پر ہے - اس کے بائیس شعر بیاض میں ہیں - چار (شمار : ۲ ، ۸ ، ۲۲ ، ۲۳) بیاض میں نہیں - ذیل کے سات شعر

بیاض میں غیر مطبوعہ ہیں :

صاعقہ ریز وہ جلوہ ہے صنم خانے کا
خوف پھر وادیٔ ایمن کو ہے جل جانے کا

سنگدل چرخ سے کیا خوف ہے اے تیر دعا
جس طرف جائے گا رستہ ہے گزر جانے کا

کچھ ہمارے دل بے تاب کے بھی کام آئے
جس کو آتا ہو طریقہ کوئی سمجھانے کا

شمع و گل کی نہ ضرورت ہے نہ امید شفا
کیا بتاؤ گے پتا پوچھ کے ویرانے کا

مر کے لکھا تو ہے پر کس سے پڑھا جائے کہ اب
ہوگیا خط بھی غباری مرے افسانے کا

نہ رہا عشق فسوں ساز کا اب کوئی حریف
ایک دل تھا وہ ٹھکانے نہیں دیوانے کا

کوئی تنکا نہ رہا ذکر نشیمن کیسا
اک الف بھی نہیں باقی مرے افسانے کا

اختلافات :

شعر ۱ - مصرع ۲ - دیوان : جس کو شب کہتے ہیں مقتل ہے وہ پروانے کا
بیاض : یہ مصرع اوپر درج کیا گیا ہے -
شعر ۱۳ - مصرع ۱ - دیوان : بزم رنگیں میں تری ذکر غم آیا تو سہی
بیاض : ذکر غم آپ کی محفل میں کچھ آیا تو سہی
شعر ۱۸ - مصرع ۲ - دیوان : خون اونچا ہوا اتنا کسی پروانے کا
بیاض : خون اتنا ہوا اونچا کسی پروانے کا

دیوان میں غزل کی تاریخ تصنیف ۸ ستمبر ۱۹۱۷ء لکھی ہے - یہی بیاض میں ہے - تاریخ کے بعد یہ عبارت بھی ہے - ''مشاعرہ فرنگی محل ، میر مشاعرہ محمد معین الدین صاحب اثر'' -

۵۲- ص ۱۴۲ - غزل :

اہل غم سے عشرت عالم کا ساماں ہوگیا
جب زمیں کے داغ ابھر آئے گلستاں ہوگیا

دیوان میں اس زمین میں دو غزلیں ہیں (ص ۳۹-۳۸ و ۴۲) - ان کے اشعار کی مجموعی تعداد ۲۸ ہے - بیاض میں صرف چار شعر ہیں - ان میں سے تین (شمار : ۱، ۲، ۱۱) دیوان میں ہیں - چوتھا شعر غیر مطبوعہ ہے :

اس قدر کس نے چڑھائے پھول ہنسنے کے لیے
مرقد عاشق نہ ٹھہرا اک گلستاں ہوگیا

یہ غزل بیاض : ۴ (اندراج : ۲۳) میں بھی ہے -

۵۳- ص ۴۵-۱۴۳ غزل :

عجب کہ آپ شناسا نہیں ہیں تربت کے
ابھی تو ابھرے ہوئے نقش ہیں محبت کے

پندرہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۷۸-۱۷۷ پر ہے - بیاض میں اٹھارہ شعر ہیں - ان میں سے تیرہ دیوان میں ہیں - دیوان کے دو شعر (شمار : ۲ ، ۳) بیاض میں نہیں - بیاض میں پانچ شعر غیر مطبوعہ ہیں :

جو آشیاں مجھے ممکن نہیں ، قفس ہی سہی
وطن فروش ہیں ساکن دیار غربت کے

[مصرع ثانی میں پہلے ''زمیں'' لکھا تھا ، اسے قلم زد کرکے ''وطن'' لکھا گیا]

مٹیں گے نام و نشاں کیا مٹائے لاکھ فلک
مزار بولتے ہیں کشتگان حسرت کے

وہ کون تھا مرا دل سوز کشتہ جو نہ ہوا
جنازے اٹھتے ہیں ہر صبح شمع تربت کے

پکار اٹھے مرے نالوں سے ڈر کے اہل فلک
خدا بچائے یہ طوفان ہیں قیامت کے

وہ گرد اٹھی ، وہ تلاطم ہوا ، وہ حشر آیا
وہ آئے روندنے والے ہماری تربت کے

دیوان کے شعر ۸ کا مصرع اول : یہ شام تار یہ رونا پسند ہے مجھ کو
بیاض میں اس صورت میں ہے : یہ کالی رات یہ رونا - - - - - -

دیوان میں غزل کی تاریخ تصنیف ۱۵ ستمبر ۱۹۱۷ء درج ہے ، یہی بیاض میں ہے اور تاریخ کے بعد یہ عبارت بھی ہے : ''مشاعرہ منصور نگر ، میر مشاعرہ سید عابد حسین صاحب شفق''۔

یہ غزل بیاض : ۱ (اندراج : ۲۶) میں بھی ہے -

۵۴- ص ۴۸-۱۴۶ - غزل :

رو کر حریف گنبد خود کام ہوگیا
نالہ کیا تو جنگ کا پیغام ہوگیا

سولہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۲-۲۱ پر ہے - دیوان کا شعر : ۴ بیاض میں نہیں - باقی سب بیاض میں ہیں - بیاض میں ذیل کے تین شعر غیر مطبوعہ ہیں :

ٹانکے نہ پیرہن میں ہیں باقی نہ زخم میں ملبوس عمر جامۂ احرام ہوگیا
سرگشتہ طالعی سے کسے ہے امید جام پیمانہ وقف گردش ایام ہوگیا
خاک اُڑ رہی ہے مے کدۂ حسن و عشق میں چلیے کہ ختم دور مے و جام ہوگیا

اختلافات :

شعر ۲ - مصرع ۲ - دیوان : دنیا میں زندگی کا فقط نام ہوگیا
بیاض : ناحق کو زندگی کا مری نام ہوگیا
شعر ۱۳ - مصرع ۱ - دیوان : حلقہ بگوش خانہ خرابی ہے عشق میں
بیاض : - - - - - - - ہے دہر میں
شعر ۱۶ - مصرع ۲ - دیوان : ثاقب انھیں کنوں سے تو بدنام ہوگیا
بیاض : ثاقب اسی جنون میں میں بدنام ہوگیا

دیوان میں اس غزل کی تاریخ تصنیف ۱۶ ستمبر ۱۹۱۷ء لکھی ہے - یہی بیاض میں ہے - تاریخ کے بعد بیاض میں "نواب سید محمدی بدخان صاحب بہادر" کا نام لکھا ہے - تاریخ اور نام کے درمیان لفظ "مشاعرہ" لکھنے سے رہ گیا ہے -

۵۵- ص ۱۴۹-۵۰ - غزل :

اسیر عشق مرض ہیں تو کیا دوا کرتے
جو انتہا کو پہنچتے تو ابتدا کرتے

نو شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۸۳ پر ہے - اس کے تمام شعر بیاض میں ہیں - ذیل کے چار شعر بیاض میں غیر مطبوعہ ہیں :

جو ہم نہ کاوش مژگاں سے راستا کرتے
تو خون و اشک کے دریا کدھر بہا کرتے

مری شکایت فریاد ظلم ہے کہ نہیں
میں بے وفا تھا تو اچھا تمھیں وفا کرتے

جو ایک حال پہ رہتا مزاج دوست تو کیوں
سنبھل سنبھل کے مریضان غم گرا کرتے

نہ پوچھ قیدیٔ زندان تنگ کی روداد
نکل گیا ہے ابھی دم ہوا ہوا کرتے

دیوان میں اس غزل کی تاریخ تصنیف ۴ اکتوبر ۱۹۱۶ء لکھی ہے جب کہ بیاض میں صرف ''اکتوبر ۱۹۱۶ء'' درج ہے اور یہ بھی پنسل سے بعد کا اضافہ ہے -

۵۶- ص ۱۵۱-۵۳ - غزل :

تسلی دو نہ مجھ کو مائل فریاد رہنے دو
مرے بیت الحزن کو کچھ دنوں آباد رہنے دو

چودہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۴-۱۲۳ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - بیاض میں ذیل کے پانچ شعر غیر مطبوعہ ہیں :

لحد کی خاک اڑاؤ کیوں نہ اٹھے ہیں نہ اٹھیں گے
جہاں آ کر بسے ہیں ہم وہیں آباد رہنے دو

برا کیا ہے جو دھبے سنگ دل کے دامنوں پر ہیں
برائے بے ستوں خون سر فرہاد رہنے دو

[مصرع اول پہلے اس صورت میں تھا :
برا کیا ہے اگر دھبا ہو سنگیں دل کے دامن پر]

دہان زخم میں تربت کی مٹی بھر کے لایا ہوں
نہ چھیڑو حشر میں وہ قصۂ بیداد رہنے دو

ید قدرت کے دستخط ہے انہیں تعویذ جاں سمجھو
غزالان حرم آنکھوں پر اپنی صاد رہنے دو

جلا کر شمع تربت پر بجھا دینے سے کیا مطلب
ضرورت کیا تم اپنی دل شکن ایجاد رہنے دو

دیوان میں شعر ۱۲ کا مصرع اول یہ ہے :
میں چپ کرتا ہوں اپنے دوستوں کو دعویٰ خوں سے

بیاض میں سہواً ''دعوۂ خوں'' لکھا ہے - دیوان میں اس غزل کی تاریخ تصنیف ۳ نومبر ۱۹۱۳ء لکھی ہے جب کہ بیاض میں ''ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء'' درج ہے -

۵۷- ص ۱۵۴ - غزل :

مانا کہ بہت کم ہوں ہر حاضر و غائب سے
نالے تو زیادہ ہیں دنیا کے مصائب سے

پانچ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۶-۲۲۵ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - بیاض میں ذیل کا شعر غیر مطبوعہ ہے :

اے چرخ مرے بعد اور آئیں گے سفر والے
کچھ زاد اٹھا رکھنا اس خوان نوائب سے

دیوان میں غزل کی تاریخ تصنیف ۱۳ فروری ۱۹۲۰ء لکھی ہے جب کہ بیاض میں ''ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء'' درج ہے -

۵۸- ص ۵۶-۱۵۵ - غزل :

معلوم تھا یہ رسم دنیا نباہتا تھا
کہتا تھا میں کہ کیا ہے جب دل کراہتا تھا

نو شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۳۳-۳۲ پر ہے - دیوان کا چھٹا شعر بیاض میں نہیں ، باقی سب ہیں - بیاض میں ذیل کا شعر غیر مطبوعہ ہے :

محشر میں میری چپ سے باقی رہی مروت
زخموں نے کہہ دیا سب جو کچھ میں چاہتا تھا

اختلافات :

شعر ۴ - مصرع ۱ - دیوان : بیگانے اور اپنے خوش تھے مری وفا سے
بیاض : - - - - - - خوش ہیں مری وفا سے
شعر ۷ - مصرع ۲ - دیوان : کیا کیا نہ تھیں مرادیں کیا جی نہ چاہتا تھا

بیاض میں یہ مصرع پہلے اس صورت میں تھا :
کیا کچھ نہ تھیں مرادیں کیا کچھ نہ چاہتا تھا

شعر ۸ - مصرع ۲ - دیوان : جب تم نہ بولتے تھے تب میں کراہتا تھا
بیاض میں یہ مصرع پہلے دیوان کے مطابق تھا - بعد میں ترمیم کی گئی :
تم بولتے نہیں تھے جب میں کراہتا تھا

دیوان میں اس غزل کی تاریخ تصنیف ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۶ء لکھی ہے ، جب کہ بیاض میں ''ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء'' درج ہے -

۵۹- ص ۵۸-۱۵۶ - غزل :

میں دیکھوں مجھ میں کب تک طاقت پرواز آتی ہے
چمن سے ہر گھڑی آواز پر آواز آتی ہے

آٹھ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۷۹-۱۷۸ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - بیاض میں ذیل کے چھ شعر غیر مطبوعہ ہیں :

غروب مہر کے ساتھی ہیں برسوں سے مرے نالے
اِدھر تو رات آتی ہے اُدھر آواز آتی ہے

قفس کا در نہیں کھلتا اڑوں صیاد میں کیوں کر
کسی جانب سے آخر طاقت پرواز آتی ہے

لحد پر خاک اڑائیں جانے والا پھر نہیں سکتا
پلٹ کر جان بھی رونے سے اے دمساز آتی ہے

یہ کیسی چال چلتے ہو کہ مردے چونکے جاتے ہیں
زمیں پر جو قدم پڑتا ہے اک آواز آتی ہے

توان و ناتوانی دونوں قابو میں تو ہیں لیکن
یہ دیکھوں کس طرح مجھ تک نگاہ ناز آتی ہے

یہ کس کس کو ستا کر آئے ہو صحرائے محشر میں
جو لب خاموش تھے ان سے بھی آج آواز آتی ہے

دیوان میں پانچویں شعر کا مصرع اول یہ ہے :

بہار آئے گی پھر صیاد لیکن یہ سمجھ دل میں

بیاض میں یہ مصرع اس صورت میں ہے : . . . . صیاد پر مجھ کو یہ کہنا ہے

دیوان میں اس غزل کی تاریخ تصنیف ۳ مارچ ۱۹۲۲ء لکھی ہے جبکہ بیاض میں ''ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء'' درج ہے -

۶۰ - ص ۵۹-۱۵۸ - غزل :

وہ روح بخش جاں تھے جاں کاہ بن کے نکلے
کچھ دم تھے پاس میرے جو آہ بن کے نکلے

پانچ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۵-۱۹۴ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں -

اختلافات :

شعر ۳ - مصرع ۱ - دیوان : طفلی کی بے گناہی پیری کی روسیاہی
بیاض : طفلی کی وہ طہارت پیری کی وہ سیاہی

شعر ۴ - مصرع ۱ - دیوان : وہ یوسفی مصائب سو آفتوں سے اچھے
بیاض : . . . . . سو راحتوں سے اچھے

[بیاض میں یہ مصرع پہلے دیوان کے مطابق تھا]

دیوان میں اس غزل کی تاریخ تصنیف ۲۱ اگست ۱۹۲۰ء لکھی ہے جبکہ بیاض میں ''ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء'' درج ہے - یہ غزل بیاض : ۳ (اندراج : ۵۶) میں بھی ہے -

۶۱ - ص ۶۲-۱۵۹ - غیر مطبوعہ غزل :

اہل مذاق سے ہوں یہ لب پر ہنسی نہیں
یہ بزم جاں فروز کوئی دل لگی نہیں

[پہلے "جاں فروز" کی جگہ "دہر سوز" لکھا تھا]

کیا مر رہے ہو، ان کا تجاہل سے پوچھنا
جی جانے پر بھی میرا یہ کہنا کہ جی نہیں

دل سوز سیکڑوں ہیں وہ ظاہر ہوں یا نہ ہوں
محفل میں شمع بھی کبھی تنہا جلی نہیں

آئی بہار بعد خزاں پر چھٹے نہ ہم
قسمت یہی ہے وہ جو بگڑ کر بنی نہیں

شاخوں سے اب اتر کے چڑھیں گے کہاں یہ پھول
دنیا میں قبرِ بلبلِ ناشاد کی نہیں

دل کو شبِ فراق میں بہلا چکا تھا میں
تقدیر بول اٹھی کہ اکیلی یہی نہیں

شمعوں کو روتا دیکھ کے مجھ کو نہ یاد کر
منعم کی قبر ہے یہ مری بے کسی نہیں

معلوم ہو رہا ہے کہ گزرے ہزار سال
اے دل یہ قید تو ابھی دو دن کی بھی نہیں

تعریفِ صبر پر نکل آتا ہے دل سے خوں
اچھا یونہیں سہی کہ کسی نے سہی نہیں

محشر میں بھی چھپاؤں گا میں اپنی سرگزشت
تم سے سوال کیا مری پردہ دری نہیں

اب آنکھ کھولنے سے نتیجہ ملے گا کیا
جس کے لیے غش آیا تھا اے دل وہی نہیں

سارا قفس تو چھان چکا اب جیوں تو کیوں
تیلی کوئی بھی میرے نشیمن کی سی نہیں

کھولے ہوئے لہو کا ہے اک گھونٹ مے کشو
کہتے ہیں جس کو آتشِ غم تم نے پی نہیں

یادش بخیر سرمۂ دنبالہ دار چشم
ایسی سیہ گھٹا تو ابھی تک اٹھی نہیں

اب بھی وہی ہوں اے خلشِ عشق جاںستاں
گو خون گھٹ گیا ہے پہ دل میں کمی نہیں

رہنے دے اک ذرا سا نشیمن ہے باغباں
چھوٹا مکان جس میں کوئی روشنی نہیں

ان خندہ ہائے زخم پہ خوشیاں نثار ہیں
ہنستے ہیں جس پہ لوگ یہ ایسی ہنسی نہیں
ثاقب لحد میں آیا ہے تشریف لائیے
اس بے کسی میں کوئی مرا یا علی نہیں

اس غزل کا زمانۂ تصنیف ''ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء'' درج ہے -

۶۲ - ص ۶۶-۱۶۳ - غزل :

سب ڈھونڈتے ہیں مجھ کو گم ہوں جو بوستاں سے
تنکے بھی جھانکتے ہیں جھک جھک کے آشیاں سے

دیوان میں اس زمین میں دو غزلیں ہیں (ص ۸۵-۱۸۳) جن میں مجموعی طور پر تئیس شعر ہیں - بیاض میں ایک ہی غزل ہے جس میں انتیس شعر ہیں - دیوان کی دونوں غزلیں ، بیاض کی اسی ایک غزل سے مرتب کی گئی ہیں - دیوان میں پہلی غزل کی تاریخ تصنیف ۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء لکھی ہے اور دوسری غزل کی ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۷ء - بیاض میں صرف ۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء درج ہے ، اس تفصیل کے ساتھ ، ''غزل مشاعرہ فرنگی محل بانی مشاعرہ حضرت رضا فرنگی محلی'' - دیوان کی پہلی غزل کے تمام شعر بیاض میں ہیں ، دوسری کے آخری چار شعر (شمار : ۹ تا ۱۲) بیاض میں نہیں ہیں - بیاض کے مندرجہ ذیل شعر غیر مطبوعہ ہیں :

سنیے تو مر مٹا دل کہتا ہے کیا زباں سے
آتی ہیں کچھ صدائیں اجڑے ہوئے مکاں سے

بیشک اثر نہیں ہے دل کی کہانیوں میں
اچھا نہ روئیے گا ، سنیے مری زباں سے

کوئی صدا دہن سے باہر نہیں نکلتی
یہ گنبد زبر جد کیا بھر گیا فغاں سے

[مصرع اول پہلے اس طرح لکھا تھا: دشوار ہے نکلنا منہ سے کسی صدا کا]

اچھا ہوا کہ اٹھنا ممکن نہیں ہے ورنہ
وہ سر نہیں کہ جھک کر ہٹ جائے آستاں سے

اے نزع روح اتنی مہلت تو دے کہ مجھ کو
لینا ہے کام دم بھر اس آہ ناتواں سے

اک بوریائے نے ہے تو خوش نہ ہو تو لے لے
گردوں ! مجھے ملا کیا ، عالم کے خاکداں کے

اے تنگ نائے مرقد ، اللہ ری تیری شہرت
تیرے لیے مسافر آئے کہاں کہاں سے

اے زندہ باش نالو! تم نے حیات رکھ لی
جو دل میں آبلے تھے ٹوٹا کیے زباں سے

کیوں آشیاں کے تنکے اس کی نظر میں کھٹکے
مر کر نکال دوں گا میں چشم آسماں سے

اے برق یہ نشیمن تھا زندگی کا حاصل
لایا تھا چند تنکے چن کر کہاں کہاں سے

[مصرع ثانی ، پہلے اس صورت میں تھا : یہ چار پانچ تنکے لایا کہاں کہاں سے]

اختلافات :

شعر ۱ - مصرع ۱ - دیوان : سب ڈھونڈتے ہیں مجھ کو گم ہوں جو گلستاں سے
بیاض : ، . . . . . . گم ہوں جو بوستاں سے

شعر ۱۱ - مصرع ۲ - دیوان : خوش ہو جیے گا یوں تو اک روز داستاں سے
بیاض : خوش ہوں گے آپ یوں تو . . . .

[بیاض میں پہلے یہ مصرع دیوان کے مطابق تھا]

شعر ۱۳ - مصرع ۱ - دیوان : قاتل حجاب اٹھا آخر غم نہاں سے
بیاض : آخر حجاب اٹھا قاتل غم نہاں سے

شعر ۱۵ - مصرع ۲ - دیوان : سر کا نہ قطرۂ خون میدان امتحاں سے
بیاض : اک قطرہ خون نہ سر کا میدان امتحاں سے

شعر ۱۶ - مصرع ۱ - دیوان : برباد میری صورت کوئی جہاں میں کیوں ہو
بیاض : برباد میری صورت دنیا میں کوئی کیوں ہو

شعر ۱۶ - مصرع ۲ - دیوان : صحرا کی گرد بیٹھے اٹھتا ہوں میں جہاں سے
بیاض : اب گرد دشت بیٹھے . . . .

یہ غزل بیاض : م (اندراج : ۲۵) میں بھی ہے -

۶۳ - ص ۷۰-۱۶۷ - غزل :

اک نقش ہے قدرت کا یا صورت زیبا ہے آئینہ ادھر کو ہے کیا جانے ادھر کیا ہے

دس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۵-۲۱۴ پر ہے - اس کے تمام شعر بیاض میں ہیں - بیاض میں مندرجہ ذیل شعر غیر مطبوعہ ہیں :

دم کی مجھے پروا کیا دل کا مجھے دھڑکا ہے
نالوں میں ابھی کھنچ کر سینے سے کچھ آیا ہے

آنچ آنے لگی دل تک آنکھوں میں اندھیرا ہے
جس سمت نشیمن تھا ، اس سمت دھواں سا ہے

کھولے کوئی کیوں اس کو صیاد سے مطلب کیا
کتھی ہے نصیبوں کی یہ باب قفس کیا ہے

یہ شمع تو عریاں ہے بے پردہ نہ ہونا تم
محفل کو جلاؤ کیوں پروانہ تو جلتا ہے

بے جان ہم ایسے کیا چل سکتے ہیں خود اٹھ کر
سب مل کے جنازے کو اٹھوائیں تو اٹھتا ہے

کیوں ہنستے ہیں گل آ کر ہر شب مری تربت پر
یہ منظر حسرت ہے یا کوئی تماشا ہے

اس نزع کی مشکل میں کس نے یہ صدا دی تھی
ٹھہرو ابھی جلدی کیا دیکھو کوئی آیا ہے

سائل کے لیے جانا کچھ عیب نہیں لیکن
کہتے ہیں کہ ڈیوڑھی پر دربانوں کا پہرا ہے

[مصرع ثانی ، پہلے اس صورت میں تھا : شب کو کوئی کہتا تھا دروازے پہ پہرا ہے]

مل جائے گا گم گشتہ دل بھی کسی منزل میں
اس وادیٔ الفت میں بس ایک ہی رستا ہے

دل بیٹھ گیا میرا تھک کر رہ الفت میں
صیاد سے کہتا ہوں تو کس لیے بیٹھا ہے

لا کھوں شب غم جھیلیں اب ہجر سے کیا حاصل
جانے دو ترس کھاؤ ثاقب میں رہا کیا ہے

اختلافات :

شعر ۳ - مصرع ۱ - دیوان : اشکوں کا یہ طوفاں ہے خونناب مرے دل کا
بیاض : تم دل کا لہو سمجھو اس اشک کے طوفاں کو
شعر ۳ - مصرع ۲ - دیوان : بھر لیجیے اک چلّو بہتا ہوا دریا ہے
بیاض : بھر لو کوئی چلو ہاں بہتا ہوا دریا ہے

اس مصرعے کی مندرجہ ذیل قلم زد صورتیں بھی ملتی ہیں :

۱- چلو تو کوئی بھر لو . . . . ۲- چلو ہی کوئی بھر لو . . . .
۳- چلو ہی سہی بھر لو . . . . ۴- بھر لو کوئی چلو یہ . . . .

شعر ۳ - مصرع ۲ - دیوان : اے راہرو آگے بڑھ دنیا میں دھرا کیا ہے

بیاض میں یہ مصرع اسی طرح ہے - اس کی مندرجہ ذیل قلم زد صورتیں بھی ملتی ہیں :